سیاحت سیریز

وادیٔ چترال

تاریخ • لوگ • ثقافت • سیاحت

محمد پرویش شاہین

بسم الله الرحمن الرحيم

وادی چترال

* * *

محمد پرویش شاہین

مکتبۂ جمال
تیسری منزل، حسن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
فون: 7232731 Mob: 0300-8834610
Email: maktabajamal@yahoo.co.uk
maktaba_ jamal@email.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب .... وادی چترال
مصنف .... محمد پرویش شاہین
اہتمام .... میاں غلام مرتضٰی کھٹانہ
ناشر .... مکتبہ جمال ○ لاہور
مطبع .... تایا سنز پرنٹرز ○ لاہور
سن اشاعت 2007ء
قیمت .... Rs 120

ملنے کا پتہ:

مکتبۂ جمال
تیسری منزل، حسن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
فون: 7232731 Mob: 0300-8834610
Email: maktabajamal@yahoo.co.uk
maktaba_ jamal@email.com

فہرست

مضامین	صفحہ نمبر
عرض ناشر	7
تعارف	9
اپنی بات	12
سفر کے دوران	15
اہم معلومات	17
چترال کیسے پہنچا جائے	18
اب وہوا اور موسم	22
نراوٹ اور چشموں کا پانی	22
چترال ایک نظر میں	24
اہم فون نمبرز	25
سطح سمندر سے بلندی	26
فاصلے	26
گلشیئرز۔ دریا۔ جھیلیں، درے	28
ہوٹلز اور ریسٹ ہاؤس	29
ز چترال کی تاریخ ایک نظر میں	31
چترال شہر	33
شاہی مسجد اور شاہی قلعہ	35
گرم چشمہ	36
ایون	37
گول نیشنل پارک	38
ترچ میر (جنات کے بادشاہ کا محل)	39
مڈکلشٹ	40

کوغزی 41
بونی 42
شندور پولو ٹورنامنٹ 43
شندور کیسے پہنچا جائے 45
جنگلات اور جنگلی حیات 47
رسم ورواج 48
کافرستان کیسے پہنچا جائے 55
کافرستان 56
کافرستان رقبہ اور آبادی 57
تین مختلف وادیاں 58
وطن اور نسل 59
مذہب 62
مذہب سے اخراج 64
کالاش سوسائٹی میں عورت کا مقام 65
لباس اور زیوارت 67
بشالنی 68
شادی، طلاق اور اغواء 70
رقص اور موسیقی 73
لوک گیت 74
پتلا سازی اور تدفین 75
خاص خوراک 76
توہمات کی دنیا 77
کالاش حکومت کیسے ختم ہوئی 80
شاپنگ اور خریداری 85
کتابیات 89

عرض ناشر

''چترال'' سیاحت کے حوالے سے لکھی گئی ایک معلوماتی اور دلچسپ کتاب ہے اس میں پاکستان کے تصور کی حد تک حسین وجمیل خطوں کے بارے میں مکمل معلومات دی گئی ہیں، لیکن یہ بات اس کتاب کی واحد خوبی نہیں ہے کیونکہ اس موضوع پر اس سے پیشتر ہی کئی کتابیں لکھی گئی ہیں اس کی خوبی یہ ہے کہ اس موضوع پر اور اس خطے پر پہلی مکمل اور جامع کتاب جس میں مصنف نے وہاں کی ہر خوبصورت اور دلفریب جگہ اور مقام کے بارے میں اتنی تفصیل سے بیان کیا ہے۔ اور پھر اس قدر کم لفظوں میں کہ اس پہ کوزے میں دریا بند کرنے کا محاورہ صادق آتا ہے۔ پھر یہ کتاب جہاں دیگر اہم مقامات اور فطری حسن بھرے مقامات کے بارے میں معلومات دیتی ہیں، وہاں یہ سیاح کی اس لحاظ سے بھی راہنمائی کرتی ہے کہ وہ کس طرح کم وقت اور کم سے کم پیسوں میں ان تمام مقامات کی سیر کرسکتا ہے ۔ تاہم اس کی سب سے بڑی خوبی اس کا انداز بیان ہے مصنف نے جو کچھ لکھا ہے، اچھوتے اور دلکش انداز میں لکھا ہے جس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مصنف نے گھر میں بیٹھ کر یہ کتاب نہیں لکھی ہے بلکہ بذات خود ایک مشتاق سیاح بن کر ان علاقوں کا چپہ چپہ چھان مارا ہے اور وہاں کے لوگوں سے مل کر ان سے معلومات حاصل کی ہیں خصوصا کافرستان کے حسین و جمیل پہاڑوں، وادیوں اور اپنے علاقے ہی کی مانند حسین وہاں کے باشندوں، ان کے دلکش رسوم ورواج اور تہذیب کے بارے میں ان کا بیان اور پھر ان علاقوں کی منظر کشی یہ سب پڑھتے ہوئے یوں محسوس ہوتا ہے گویا مصنف کا قلم مصور کا قلم بن گیا ہے اور یہ تحریر، تحریر سے بڑھ کر ایک خوبصورت پینٹنگ بن گئی ہے۔ مصنف کا انداز بیان سادہ مگر پرکشش ہے چنانچہ قاری اس کتاب کو جو بنیادی طور پر ایک معلوماتی کتاب ہے کسی کہانی کی طرح دلچسپ پائے گا ایک ہی نشست میں پڑھ ڈالے گا۔

میاں مختار احمد کھٹانہ

تعارف

محمد پرویش شاہین کی ایک کتاب پر مایہ ناز محقق قائم نقوی صاحب کے جملے آج تک بھی یاد ہیں۔ کہ محمد پرویش شاہین کے ہاں شمالی علاقوں کے بارے میں مکمل معلومات کا ایک ذخیرہ ہے۔ جو وہ وقتاً فوقتاً کتابیں لکھ لکھ کر لوگوں تک پہنچاتے رہتے ہیں۔ میں انہیں ان علاقوں کا انسائیکلوپیڈیا کہتے ہوئے کوئی عار محسوس نہیں کرتا۔ اس کتاب سے پہلے ان علاقوں کے بارے میں ان کی اردو، پشتو اور انگریزی زبان میں کتابیں آچکی ہیں اور علمی و ادبی حلقوں میں پسند کی گئی ہیں۔ ان کے کام کو نہ صرف پاکستان میں سراہا گیا بلکہ دوسرے ممالک میں بھی، ان کے کام کو بے حد پذیرائی ملی، محمد پرویش شاہین ایک ان تھک اور محنتی ہیں جو اپنے شوق کی دھن اور کچھ حاصل کرنے کی لگن میں ہر پل مصروف دکھائی دیتے ہیں اور ہر آن نئے سے نئے جہاں دریافت کرتے رہتے ہیں۔

لیکن اب کی بار جب ان کا فون آیا۔ تو میرے پاؤں سے زمین نکل گئی، کیونکہ پہلے ان کا فون جب بھی آتا، تو یہاں آنے کی خوشخبری سناتے یا کسی نئی کتاب کے بارے میں بتاتے۔ اسی بار انہوں نے اپنی کتاب ''چترال'' پر رائے لکھنے کے لیے کہا، میں نے لاکھ بار ان کو ایسا کرنے سے منع کیا لیکن یہ کھرا پٹھان باز نہ آیا۔ اس لیے مجبوراً یہ چند سطر ہی لکھ رہا ہوں اگر چہ مجھے علم ہے۔ کہ ان مسودی سے حق ادا نہیں ہوگا۔

میں شاہین صاحب کو گذشتہ سالوں سے جانتا ہوں۔ جب ہم کالام سوات کی سیر پر گئے ہوئے تھے اور شاہین صاحب اتفاقی طور پر ہمیں کالام میں ملے۔ ابتدا میں تو ان کی باتیں سنیں۔ تو مجھے کچھ عجیب سا لگا۔ پھر باتوں باتوں میں اور دیگر افراد خاندان نے ان پر سوالات شروع کر دیئے۔ ہم حیران ہو گئے کہ ان پہاڑوں کا یہ سیدھا سادہ باسی کتنا وافر علم اور ایک بہت بڑا ذخیرہ معلومات رکھتا ہے۔ ہم ان کی دعوت پر ان کے گھر گئے۔ ہماری انتہاء نہ رہی کہ جب ہم وہاں گئے تو پہلے سے کچھ غیر ملکی بدھ لوگ اور رابطہ انٹرنیشنل رسالہ کے مدیر مع فیملی تشریف فرما تھے۔

کھانے پینے سے فارغ ہونے کے بعد ہم شاہین صاحب کی علمی دنیا دیکھنے میں منہمک

ہوئے تیئس ہزار کتب پر مشتمل لائبریری جس میں نادر اور نایاب کتابوں کے علاوہ ایک وسیع ذخیرہ ان فوٹوسٹیٹ پر مشتمل ہے۔ جو باہر سے منگوائی گئی ہیں۔ اس کے علاوہ بہترین قیمتی اور نایاب نوادرات پر مشتمل ان کا میوزیم، ویڈیو کیسٹ، آڈیو کیسٹ، نظارے، فوٹوگرافس، غرض ہر لحاظ سے ایک مکمل دیکھنے کے لائق ایک علمی اور ثقافتی دانش گاہ ہے۔

شاہین صاحب خود بھی زیادہ لکھتے ہیں۔ کئی کتابوں کے مصنف ہیں۔ اس کے علاوہ ملک بھر کے وہ طلبہ و طالبات جو اپنی ایم فل اور پی، ایچ ڈی کی ڈگریوں پر کام کر رہے ہیں۔ شاہین صاحب بڑی فراخدلی اور کھلی پیشانی کے ساتھ ان کے ساتھ ہر قسم کا تعاون کرتے ہیں اور مزے کی بات یہ کہ یہاں بہت سے مہمانوں کو فری قیام اور طعام مہیا کیا جاتا ہے۔

شاہین صاحب جس طرح کہ تحریر کے میدان کے ایک اچھے شہسوار ہیں۔ اسی طرح وہ فن تقریر کے بھی بادشاہ گنے جاتے ہیں۔ تیاری کئے بغیر مختلف موضوعات پر گھنٹوں گھنٹوں تقریر کرتے ہیں اور لیکچرز دے سکتے ہیں۔

ان کے علاوہ شاہین بھائی ایک کھلے دل اور کھلے ذہن کے مالک ہیں۔ بڑے انسان دوست اور علم دوست بندے ہیں۔ ہر مسلک، ہر مذہب پر سیاسی پارٹی رکھنے والوں کے دوست، نہ کسی سے سیاست کی وجہ سے، نہ مذہب کی وجہ سے، اور نہ مسلک کی وجہ سے نفرت کرتے ہیں۔

بہت سے ممالک میں خوب گھوم پھر کر آئے ہیں ان کو اپنی زمین، زبان اور کلچر سے بے حد پیار اور محبت ہے۔ حلقہ یاراں ان کا بہت وسیع ہے۔ ملک بھر کے ادیبوں اور شاعروں کے ساتھ رابطہ میں ہوتے ہیں۔

ہر سال فروری کا مہینہ کراچی سے اسلام آباد تک گذارتے ہیں۔ مختلف دوستوں سے ملنے معلومات اور کتب وصول کرنے جاتے ہیں، اس طرح گرمیوں کا ایک مہینہ، فطرت کی حسین وادیوں شمالی علاقہ جات میں گزارتے ہیں، دوستوں سے ملتے ہیں اور مختلف موضوعات پر معلومات اکٹھی کر لیتے ہیں۔ جنہیں پھر سوات کی شدید سردیوں میں بہترین تحریر میں لا کر کتابی شکل دیتے ہیں۔

بہت سے بدھشت لوگ شاہین صاحب کے ساتھ رابطہ رکھتے ہیں کیونکہ شاہین صاحب بدھیالوجی اور بدھ مت اور گندھارا پر ایک اتھارٹی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ تاریخ، تحقیق،

تنقید، انتھراپولوجی، لنگوسٹک اور قدیم تاریخ شاہین صاحب کے تحقیقی میدان ہیں۔ شمالی علاقہ جات میں کوئی ایسا کونہ کھدرا نہیں، جہاں تک شاہین صاحب کے پٹھانی قدم نہ پہنچے ہوں۔ کشمیر، چترال، کافرستان، ہنزہ، گلگت، سکردو، داریل، تارنگیر، انڈس کوہستان، سوات، دیر، بونیرہ، باجوڑ وغیرہ غرض ہر جگہ تک خود کئی کئی بار گئے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان پورے علاقوں میں ایک نام اور شخصیت کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔

کراچی، لاہور، حیدرآباد، ملتان، سرگودھا، اسلام آباد، پنڈی، کوئٹہ، پشاور، مردان جہاں بھی آپ شاہین بھائی کا نام لے لیں، ان کے جاننے والے آپ کو ملینگے اور ان کے کام کے بڑے مداح ہیں۔

شاہین بھائی اصلی معنوں میں ایک درویش صفت انسان ہیں۔ اگرچہ ان کو کئی ادبی اور ثقافتی اعزازت ملے ہیں۔ لیکن کبھی بھی ان کے حصول کے لیے نہ کوئی سفارش، کوئی گروہ بندی، نہ کوئی پروپیگنڈہ، انعام ملا، ایوارڈ ملا، تو ملا، نہیں ملا تو نہیں ملا۔

شاہین بھائی ایک اعلیٰ تعلیم یافتہ ہیں۔ چار مضامین میں ایم اے کی ڈگریاں لے چکے ہیں۔ جن میں ایک پر ان کو یونیورسٹی سے ہی گولڈ میڈل ملا ہے۔ باتیں ایسی میٹھی میٹھی کرتا ہے کہ آدمی حیران ہوجاتا ہے۔ کہ کوئی انسان نہیں کوئی پری بول رہی ہے۔

مجھے اس بات پر بہت بڑا فخر ہے، کہ میں شاہین خان کے دوستوں میں شامل ہوں، ان کی نئی کتاب جو ایک ٹورسٹ گائیڈ ہے اور کوئی تحقیقی کتاب نہیں ہے۔ پھر بھی ان میں پڑھنے والوں کے لیے کافرستان اور چترال پر بہت کچھ لکھا، جو کتابی صورت میں آپ کے سامنے ہے۔

احمد حسین (ایڈووکیٹ)

لاہور

اپنی بات

ایک دن بیٹھے بیٹھے دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ ایک ایسی مختصر سی کتاب لکھی جائے جس کی روشنی میں سیاح ایک ہی ٹور کے دوران سوات، دیر، چترال اور کافرستان کے حسن، رعنائی اور ثقافت سے لطف اندوز ہوسکیں، زیرنظر کتاب اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے۔ اگر چہ اسی میں سوات اور دیر کو کسی خاص تفصیل کے ساتھ پیش نہیں کیا گیا ہے۔ کیونکہ سیاحتی گائیڈ مختصر ہونی چاہیے اور جب تمام چاروں علاقوں کو شامل کیا جاتا، تو کتاب کا حجم، سیاحتی گائیڈ سے تجاوز کر جاتا۔ اس لیے فیصلہ یہ کیا گیا کہ دیر اور خاص کر دیر کوہستان کو الگ کتابی شکل میں پیش کیا جاہے، کیونکہ ابھی تک اس حسین وجمیل مگر چھپی ہوئی وادی پر کسی نے قلم نہیں اٹھایا۔

اگر چہ قارئین نے میری کتابوں مشرق کا سوئٹزر لینڈ، اباسین کوہستان، سوات کوہستان، کالام سے کافرستان تک، کافرستان کے رسم ورواج، کافرستان (تاریخ، ثقافت، زبان) اور کالام کوہستان کو کافی سراہا تھا اور ملک بھر کے انگریزی اور اردو کے اخبارات وجرائد نے ان پر سیر حاصل تبصرے کئے تھے اور ان پر جمع نقد انعامات کے علاوہ ایوارڈ بھی دیئے گئے تھے۔

لیکن مجھے بہت سے ایسے قارئین کے خطوط بھی ملے۔ جو یہ معلوم کرنا چاہتے ہیں کہ ایک ٹرپ میں کافرستان، چترال، دیر، سوات، کاغان اور گلگت کیسے جایا جا سکتا ہے اور وہاں کیا کچھ دیکھا جا سکتا ہے۔ ان کا سوال بہت معقول ہے اور یقیناً ایسے موضوع پر ابھی تک کوئی ایسا بھرپور کام بھی نہیں ہوا ہے۔ جو ان سیاحوں کو تاریخی تہذیبی اور سیاحتی معلومات فراہم کر کے ان کا وقت اور پیسہ بھی بچائے اور وہ ایک ٹرپ میں بھرپور لطف بھی اٹھا سکیں۔ کیونکہ بہت سے سیاح لوگ سوات، کافرستان، کاغان اور گلگت، ہنزہ پہنچ کر بھی ان جنت نظیر علاقوں کی پر لطف اور مکمل سیر نہیں کر پاتے اور بہت کچھ دیکھے بغیر بہت تکلیف اٹھا کر واپس چلے جاتے ہیں۔ اس بارے میں ان کے راستے میں حائل سب سے بڑی رکاوٹ معلومات کی کمی ہوتی ہے۔ جو میں نے اپنی کتابوں میں پوری کرنے کی کوشش کی ہے۔ کیونکہ میں اپنے آپ کو صرف سیاحت تک محدود نہیں رکھتا۔ بلکہ متعلقہ علاقوں کی تاریخ، تہذیب، رسم ورواج،

زبانوں، قبیلوں، ہر قسم کی پیداوار، کھیل کود، لباس، خوراک موسیقی وغیرہ قارئین کی نظروں کے سامنے لانے کی کوشش کرتا ہوں، تا کہ سیاحت کے ساتھ ساتھ ان کا خزانہ علم بھی بھر جائے اور وہ ان حسین علاقوں کے بارے میں مکمل معلومات حاصل کر سکیں۔

سوات ایسی جگہ ہے۔ جہاں سیر کے لیے سال کے کسی بھی مہینے میں جایا جا سکتا ہے اس کے مختلف مقامات، مختلف خوبیوں اور لطف اندوزی کے لیے مشہور ہیں۔ چترال اور کافرستان اگرچہ نہایت دلکش اور قدیم تہذیب کے حامل علاقے ہیں۔ لیکن یہ صرف موسم گرما میں سیر و تفریح کے لیے موزوں ہیں۔ کیونکہ سردیوں میں سخت برف باری کی وجہ سے یہ علاقے کئی کئی مہینوں تک آمدورفت اور زندگی کی چہل پہل ان سے روٹھی رہتی ہے مگر جونہی گرمیوں کی آمد ہوتی ہے یہی وادیاں جنت کا سماں پیش کرتی ہیں اور انسان ایسے سرور کن ماحول میں کھو جاتا ہے جیسے کسی جنت میں قدم رکھ دیا ہو۔

ہم چاہتے ہیں کہ آپ کا سفر اور آپ کا ٹرپ ہر لحاظ سے بخیر و خوبی سرانجام پائے۔ زندگی میں کچھ یادیں ایسی ہوتیں ہیں جو کبھی بھی بھول نہیں پاتیں۔ اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ ہر وزیٹر جب ان وادیوں میں جائیں تو سوات، دیر، اور چترال اور کافرستان کے باسیوں کی محبت، چاہت اور خلوص کی یادیں لے کر واپس جائیں تا کہ آپ آئندہ بھی یہاں آئیں اور بار بار آئیں۔

سوات، دیر، چترال، کافرستان، کاغان، کشمیر، کوہستان، داریل، تانگیر، چلاس، گلگت، ہنزہ، سکردو، خپلو، شگر اور استور کے بارے میں ہر قسم کی لسانی، ثقافتی، تہذیبی تاریخی اور دیگر ہر قسم کی معلومات کے لیے آپ گندھارا ریسرچ پراجیکٹ سینٹر اور مکتبہ جمال لاہور سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ چاہے آپ کوئی تھیسیسز لکھ رہے ہیں، کوئی عام تحقیقی مقالہ اور کتاب لکھ رہے ہیں۔ ان علاقوں سے متعلقہ کسی بھی موضوع پر تحقیقی کام کر رہے ہیں یا آپ گائیڈ اور معاون نہ ملنے کی وجہ سے ان جنت نظیر وادیوں کی سیر و سیاحت سے محروم رہ جاتے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ ساتھ ہیں۔ ہم ہر میدان میں، ہر موڑ پر اور ہر لمحہ آپ کے ساتھ تعاون کر کے اپنے فرض پورا کرنے میں سرخرو ہونے کی کوشش کریں گے۔

آپ نایاب کتابوں کی تلاش میں بھی یا کوئی کارآمد جڑی بوٹی حاصل کرنا چاہتے ہیں معدنیات اور قیمتی پتھروں کو حاصل کرنا چاہتے ہیں، خدانخواستہ آپ کو کوئی بیماری ذہنی پریشانی، اولاد کی محرومی، جن بھوت، مرگی، جوڑوں کے درر، عام درد وغیرہ نے گھیر رکھا ہے۔ پریشان نہ

ہو گھبرایئے گا نہیں، ناامیدی کفر ہے، یہاں کی روحانی فضا، یہاں کا صاف وشفاف شہد اور خالص سلاجیت یہ سب آپ کے کام کے ہیں اور آپ کو صحت بخش سکتے ہیں، صرف طریقہ کار کی ضرورت ہے۔

اس بارے میں ہم آپ کی یہ پریشانیاں دور کرنے کے لیے مصروف بہ عمل ہوں گے۔

میں جناب...... کا تہہ دل سے شکر گذار ہوں۔ جنہوں نے کتاب کو غور سے پڑھا اور اس پر اپنے خیالات کا اظہار فرمایا۔ میں جناب میاں مختار احمد کھٹانہ کا بھی از حد ممنون ہوں کہ انہوں نے اپنے ادارہ کی طرف سے اپنے خرچ پر کتاب کی کتابت سے لے کر طباعت تک اور آپ کے ہاتھ تک لے جانے تک کے تمام مراحل خود طے کئے اور مجھے ہر قسم کی ڈور دھوپ سے محفوظ رکھا۔ جس کی وجہ سے میں اپنی لکھت پڑھت میں بدستور مصروف رہا۔ میں ان کی انسان دوستی اور علم دوستی کا بے حد مداح ہوں۔

محمد پرویش شاہین
ڈائریکٹر
گندھارا۔ ریسرچ۔ پراجیکٹ۔ سینٹر
منگلور، سوات

یکم اپریل 2005ء
فون نمبر: 0936-730489
موبائل: 03339473289

سفر کے دوران

جب آپ پشاور سے سوات، دیر، چترال اور کافرستان تک سفر کرتے ہیں۔ تو اس کے دوران آپ کے لیے پریشانی، خوف اور گھبراہٹ کی کوئی بات نہیں۔ آپ پوری دلچسپی اور سکون کے ساتھ سفر کر سکتے ہیں یہاں کے باسی غیور پختون لوگ ہیں۔ جو خود مہمان نواز، مسافر نواز اور امن پسند ہیں اور ہر قسم کی تعصب سے بالاتر ہیں۔

آپ کسی بھی تکلیف کے وقت کسی بھی گاؤں کے لوگوں کی مدد اور خدمات حاصل کر سکتے ہیں۔ ہوٹل نہ ملنے کی صورت میں، گاڑی خراب ہونے کی صورت میں، بیمار ہونے کی صورت میں آپ کسی بھی دیہاتی کو حاتم طائی سے کم نہیں پائیں گے۔ کیونکہ یہ اس غیور مٹی کا مزاج ہے کہ مہمانوں پر جان تک نچھاور کی جاتی ہے۔

دوران سفر آپ درج ذیل باتوں کا خیال رکھیں

۱ آپ جہاں بھی جاتے ہیں اس جگہ کے بارے میں مکمل معلومات پہلے سے حاصل کریں۔ تاکہ آپ کا وقت اور پیسہ کا ضیاع نہ ہو۔ کیونکہ جتنی معلومات ہونگی اتنا ہی آپ سفر سے لطف اندوز ہوں گے اور اگر معلومات نہ ہوں گی تو بہترین موقعہ بھی ضائع ہوگا اور آپ ذہنی طور پر پریشان بھی ہونگے۔ اس لیے مکمل اعتماد کے ساتھ اور ذہن کو پرسکون رکھیں، تاکہ کسی قسم کی پریشانی، یا مصیبت پیدا نہ ہو سکے۔

۲ خواتین اور ممنوعہ جگہوں کی تصاویر نہ بنائیں، اجازت لیے بغیر مچھلیوں، پرندوں اور جانوروں کا شکار نہ کریں۔

۳ دریاؤں میں نہانے اور اس میں جانے کی کوشش ہرگز ہرگز نہ کریں۔

۴ کسی ناواقف کو اپنا گائیڈ مقرر نہ کریں۔

۵ دور دراز کے علاقوں اور اونچے پہاڑوں پر اکیلے جانے کی کوشش نہ کریں۔ شام سے پہلے پہلے اپنی قیام گاہ میں واپس آنے کی کوشش کریں۔

چترال کیسے پہنچا جائے

ضلع چترال جو کہ صوبہ سرحد میں واقع ایک دلفریب اور ایک دلکش خطہ ہے۔ اگر آپ بذریعہ ہوائی جہاز جانا چاہتے ہیں۔ تو پشاور اور سوات سے بذریعہ ہوائی جہاز ضلع چترال کے صدر مقام چترال بہ آسانی پہنچ سکتے ہیں۔ لیکن سردیوں میں جہاز موسم کے رحم و کرم پر ہوتا ہے اور اس موسم میں بذریعہ سڑک وہاں جانا ناممکن ہے۔ کیونکہ شدید برف باری کی وجہ سے درہ لواری جو کہ ضلع چترال اور ضلع دیر کو آپس میں ملاتا ہے۔ چھ مہینے تک بند پڑا رہتا ہے۔ ہاں اگر کوئی براستہ کونٹر افغانستان جانا چاہے تو چترال تک بہ آسانی جا سکتا ہے۔

بذریعہ سڑک چترال جانا ہو۔ تو ایک پشاور سے براہ راست چترال جانے کے لیے سروس موجود ہے، لیکن اس کا دارومدار ایک تو سواریوں پر ہے کہ مل جاتی ہیں یا نہیں۔ دوسرا یہ کہ اس کے لیے آپ کو پشاور میں قیام کرنا ہوگا۔ اس لیے بہتر بھی ہے کہ آپ پشاور یا راولپنڈی کے جنرل بس سٹینڈ سے ضلع دیر کے تیمر گرہ یا دیر خاص کے لیے ویگن پکڑ لیں۔ دونوں جگہوں سے تیمر گرہ کے لیے ہر قسم کی سواری کی سہولت موجود ہے۔ تیمر گرہ بذات خود ایک بھرا اور پر رونق بازار ہے۔ جہاں قیام و طعام کی ہر قسم کی سہولت موجود ہے۔

تیمر گرہ سے آپ دیر خاص جو کہ ضلع دیر کا صدر مقام ہے کے لیے ویگن میں اپنے لیے سیٹ رکھیں۔ جہاں بڑے اڈے میں چترال کے لیے ویگن اور جیپ سروس بہ آسانی مل سکتی ہے۔ ہاں اگر آپ تھکے ہوئے ہیں اور آرام کرنا چاہتے ہیں۔ تو دیر خاص میں بھی ہر قسم کی سہولت موجود ہے۔ آپ شام کو اِدھر اُدھر مختلف مقامات اور قابل دید جگہیں دیکھ سکتے ہیں۔ جن میں سابق نواب دیر کا محل خاص شہرت رکھتا ہے۔

لیکن اگر دیر خاص میں ٹھہرنا نہیں چاہتے تو آپ چترال کی گاڑی میں بیٹھ جائیں اور گاڑی کے مسافروں سے چترال خاص کے ہوٹلوں کے بارے میں معلومات حاصل کریں۔ چونکہ آپ رات کے وقت چترال پہنچ جائینگے۔ لیکن پریشانی کی کوئی بات نہیں۔ چترال کے باسی بڑے پرامن اور انسان دوست لوگ ہیں۔ آپ کی ہر قسم کی راہنمائی کرینگے

اور آپ کو کسی بھی قسم کی تکلیف کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا، صبح آپ تازہ دم ہو کر اٹھیں تو کتاب میں دیئے ہوئے مقامی جگہوں کے گھومنے پھرنے کا پروگرام بنائیں۔ جب چترال خاص اور اس کے اردگرد واقع سیاحتی مقامات سے آپ مزہ اٹھائیں۔ تو پھر آپ عازم کافرستان ہو جائیں۔

لیکن اگر آپ پنڈی، لاہور یا پشاور سے سوات آ جائیں اور سوات سے چترال اور کافرستان جانا چاہیں تو اس طرح آپ ایک ہی ٹرپ میں ضلع سوات ضلع دیر اور ضلع چترال کی بھرپور سیاحت کر سکینگے۔ سوات کے مشہور شہر مینگورہ جہاں زندگی کی ہر سہولت موجود ہے۔ وہیں سے آپ تیمرگرہ کے لیے نکل جائیں۔

پشاور اور سوات سے چترال، کافرستان جاتے وقت راستے میں آپ کو طعام اور قیام کی کوئی تکلیف نہیں ہوگی۔ کیونکہ سوات سے دیر جاتے وقت راستہ میں ضلع دیر کا مشہور مقام چکدرہ آئے گا، جہاں دیکھنے کو بہت کچھ ہے، عجائب گھر ہے، یونیورسٹی ہے۔ ایجوکیشن بورڈ ہے۔ انگریزوں کے وقتوں کے تاریخی قلعے اور سکاؤٹس ہیڈ کوارٹرز ہیں۔ آثار قدیمہ کے دلچسپ سائٹس ہیں۔ اس کے بعد تیمرگرہ آئے گا۔ جو اگر ایک طرف بذات خود ایک بڑا اور بھرا بازار اور تجارتی مرکز ہے اور ہر قسم کی سہولیات سے مزین ہے، تو دوسری طرف آپ کا یہ سفر چکدرہ سے تیمرگرہ تک ان تاریخی راستوں اور جنگی مقامات پر جاری رہے گا، جہاں دو ہزار سال قبل سکندر اعظم ان مقامی غیور لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لیے خود آئے تھے۔ سکندر کے بعد چنگیز خان، تیمور لنگ، بابر، اکبر اور ان کے بعد اخیر میں فرنگی سامراج بہ نفس نفیس یہیں برسر پیکار رہے ہیں اور اسی گل زمین کو اپنے خون اور ان غیور پختونوں کے خوں سے لالہ زار کر چکے تھے۔ لیکن اخر میدان ان غیور باسیوں کے ہاتھ ہی رہا۔

تمیرگرہ کے بعد جب دیر خاص کی طرف آپ کی گاڑی رواں دواں ہو، تو دیر پہنچے سے پہلے ایک جگہ چوکیاتن کے نام سے آئے گا۔ جو دیر کوہستان کا دروازہ ہے، پوری وادی کوہستان ایک حسین وجمیل، رنگین وادی ہے۔ ہرے بھرے اور گھنے جنگلات، مختلف قسم کے ادویائی جڑی بوٹی، مشروم، شہد، دودھ، مکھن، چمکتا اور بہتا ہوا صاف وشفاف پانی۔ لکڑی سے بنی ہوئی عمارتیں کہ پوری وادی ایک خوش، سبز پوش اور گل پوش وادی ہے۔ اس کے کلکوٹ، راج کوٹ، بری کوٹ، تھل، لاموتی اور کمراٹ کا کیا کہنا۔ یقیناً جادو بھری وادی

ہے۔ آپ یہیں پر کلکوٹ کے مولوی محمد عمر صاحب اور بری کوٹ کے اکبر خان مجروح سے ملیں۔ دونوں یہاں کی تہذیب تاریخ اور ثقافت پر انسائیکلوپیڈیا کی حیثیت رکھتے ہیں، لیکن ان علاقوں میں ایک معلوماتی گائیڈ کی راہنمائی کے بغیر نہ جائیں، کیونکہ تا حال اس کو ایک ٹورسٹ سپاٹ نہیں بنایا گیا ہے۔ جہاں پر کوئی جب بھی چاہیں، اپنی مرضی سے جائے۔

دیر خاص دیر کا صدر مقام ہے۔ کافی لمبا چوڑا بازار ہے اور ہر قسم کی چیزیں دستیاب ہیں۔ اگر آپ چاہیں تو تھکان دور کرنے اور کچھ یہیں پر گھومنے پھرنے کے لیے دیر خاص میں ایک رات کا قیام کریں۔ اگر آپ سفر جاری رکھنا چاہتے ہیں تو چترال بس سٹینڈ میں آپ کو بہ آسانی ہر قسم کی سواری مل سکے گی۔

آپ پشاور، مردان، پنڈی اور لاہور سے آئے ہوئے معزز مہمان ہیں اور چترال کی طرف عازم سفر ہیں۔ آپ کی اطلاع کے لیے عرض کروں کہ جب آپ مردان سے نکل آئیں، تو آگے ملاکنڈ پاس آپ کا استقبال کرے گا۔ یہ بڑا تاریخی درہ ہے۔ جو برطانوی حکومت نے روس کی آمد کے ڈر سے ۱۸۹۵ء میں کھولا تھا۔ یہ تاریخی درہ ملاکنڈ، سوات، چترال، کافرستان، باجوڑ، بونیر اور شاہراہ قراقرم اور اس سے آگے روس اور چین تک جانے کا دروازہ ہے۔

ملاکنڈ پاس پر چڑھنا بجائے خود ایک نیا تجربہ اور مشاہدہ ہے۔ ملاکنڈ میں انگریزوں کے وقتوں کے قلعہ جات اور ہیڈکوارٹرز موجود ہیں اور یہیں پر ملاکنڈ ایجنسی کے پولیٹکل ایجنٹ کا دفتر بھی ہے، پہاڑوں پر جگہ جگہ انگریزوں کی یادگاریں نظر آتی ہیں۔ اسی میدان میں ۱۸۹۵، ۱۸۹۷، ۱۹۰۱، اور ۱۹۱۴ میں وہ تاریخی جنگیں لڑی گئی ہیں۔ جن سے انگریزوں کی لکھی ہوئی کتابیں بھری پڑی ہیں۔ آپ کو گاڑی ہی سے سامنے کے پہاڑ میں ۱۹۱۴ء میں بنائے گئے بجلی گھروں کا نظارہ بھی کرنے کو ملے گا اور وہ بہتی ہوئی نہریں بھی دیکھنے کو ملینگی جو انگریزوں نے ضلع پشاور، نوشہرہ، صوابی اور چارسدہ کو سیراب کرنے کے لیے یہیں سے نکالی ہیں، ملاکنڈ ہی میں آپ زیتون کے گھنے بنڑ (جنگل) ہی دیکھنگے۔

ملاکنڈ کے بعد آپ کا اگلا اسٹیشن چکدرہ ہوگا۔ جس کا ذکر سطور بالا میں کر لیا گیا ہے۔ جب آپ دیر خاص سے عازم چترال ہو جاینگے۔ تو راستے میں قولندی، گوجر پوسٹ اور لواری ٹاپ آئیں گے۔ جہاں آپ کو کھانے پینے کے لیے اتارا جائے گا۔ سارے بڑے

ٹھنڈے، خوش نما اور سبز پوش مقامات ہیں۔ لواری ٹاپ پر چند ہوٹلز ہیں۔ آپ کے قریب ہی قدرتی برف پڑی ہو گی، یہ درہ قدیم وقتوں سے بڑا مشہور درہ ہے۔ اور روس، چین اور سوات پشاور کے درمیان تجارتی لین دین کے لیے استعمال کیا جاتا تھا اور بہت بڑی تجارتی شاہراہ کا کام دیتا رہا ہے۔ سڑک کے اردگرد دیو قامت پہاڑ ہیں۔

درہ لواری سے آپ اترنا شروع کریں۔ تو نیچے ضلع چترال میں آپ داخل ہو جائیں گے اور چترال ہی کے دو مشہور مقامات زیارت اور عشریت میں پہنچ جائینگے۔ جہاں کی ٹھنڈی ہوا اور صاف وشفاف بہتا ہوا پانی آپ کے ہاتھ، منہ کو سن کرے گا۔ یہاں سے نکل کر آپ کے راستے میں چترال کا ایک تاریخی اور بڑا قصبہ ''دروش'' آ جائے گا۔ جہاں سہولت بھرا بازار موجود ہے اور جہاں سے میر کھنی کے قریب آپ افغانستان میں داخل ہو سکتے ہیں۔ دروش سے آگے آپ کا آخری سٹاپ چترال ہی ہے۔ جو بذات خود قدیم اور جدید طرز تعمیر اور زندگی کا سنگھم ہے۔ چھوٹی سی جگہ پر بہترین بازار دیکھ کر آپ لطف اٹھا سکتے ہیں۔ ضروریات زندگی جو معمول میں استعمال ہوتی ہیں وہاں پر ڈھیر کے ڈھیر کے نظر آئیں گے اور زندگی سہانا خواب کی طرح معلوم ہونے لگے گی۔ قیام وطعام کی کوئی تکلیف نہیں ہے۔ بازار کے پاس ہی بلکہ درمیان میں کہہ لیجئے دریا اور پانی بہہ رہے ہیں جو یہاں کے موسم کو مزید خوشگوار بناتے ہیں۔ بازار میں مقامی طور پر بنائی ہوئی بہت سی چیزیں موجود ہیں۔ جن میں خشک پھل پھول، قیمتی پتھر موجود ہیں۔ سلاجیت اور مولائی، دستکاری کا سامان موجود ہے۔ لیکن آپ خریداری میں جلدی نہ کریں۔ کیونکہ ابھی آپ سفر میں ہیں۔ جب بھی آپ چترال کو خدا حافظ کہنا چاہیں تو جی بھر کے خریداری کریں۔ کیونکہ سفر میں سامان کے ہوتے ہوئے آدمی تنگ آ جاتا ہے اور سامان کو سنبھالنا مشکل ہو جاتا ہے۔ فی الحال یہاں کی صاف وشفاف ہوا سے پھیپھڑوں کو بھریں، دماغ کو یہاں کے مناظر فطرت سے تروتازہ کیجئے، آنکھوں کو حلاوت بخشیں، زیادہ صاف اور شفاف پانی اور خاص کر چشموں کا قدرتی فلٹر شدہ پانی پی لیں۔ تاکہ سیاحت کے ساتھ ساتھ صحت کا سامان بھی ہو جائے اور بخیر وعافیت ایک اچھی صحت، اچھے احساسات کے ساتھ واپس اپنے گھروں کو جا سکیں۔

آب وہوااور موسم

ان شمالی علاقہ جات، جوخصوصا سیر وتفریح کے علاقے ہیں۔ ان علاقوں کے موسم ایک جیسے نہیں ہیں۔ اور نہ ان سیر وتفریح کے موسم اور آنے جانے کے راستے ایک جیسے ہیں۔

آپ چترال اور کافرستان کی سیر کرنا چاہتے ہیں۔ تو آپ ان علاقوں میں جون سے ستمبر تک جا سکتے ہیں۔ کیونکہ باقی مہینوں میں یہاں سخت برفباری کی وجہ سے پورا علاقہ برف سے ڈھک جاتا ہے اور آمدروفت کے راستے مسدود ہو جاتے ہیں۔

چترال کا موسم گرمیوں میں معتدل اور سردیوں میں سخت سرد رہتا ہے۔ گرمیوں میں درجہ حرارت میدانی علاقوں میں بھی 30 درجے سے اوپر نہیں جاتا، جبکہ سردیوں میں نقطہ انجماد سے کئی کئی نمبرز نیچے ہوتا ہے۔ گرمیوں میں مون سون کی وہ بارشیں ان علاقوں میں نہیں برستی جو کہ نیچے علاقے میں برستی ہیں اور بہت بڑا نقصان کر جاتی ہیں۔ دوسرا یہ کہ پہاڑی علاقوں میں اگر تیز بارش ہو جائے تو چونکہ یہ علاقے ڈھلوانی علاقے ہوتے ہیں۔ اسی لیے اس کا پانی آس پاس کے علاقوں، وادیوں اور بازاروں میں نہیں ٹھہرتا۔ بلکہ اسی وقت نیچے دریاؤں اور نالوں کی طرف نکل جاتا ہے۔ اس لیے میدانی علاقوں کی بارش والے مناظر یہاں دیکھنے میں نہیں آتے۔

جب بھی آپ چترال جائیں، تو آپ پوری کوشش کریں کہ ستمبر کے آخر میں ہی ان علاقوں سے نکل جانے کی کوشش کریں۔ کیونکہ ان علاقوں کے موسموں پر کوئی بھی اعتبار نہیں رہتا۔ کبھی کبھی وقت سے بہت پہلے برفباری شروع ہو جاتی ہے۔

ٹراؤٹ اور چشموں کا پانی

آپ ان سیاحتی علاقوں میں وہ کچھ کھالیں جو آپ ہی کی پسندیدہ خوراکیں ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ دوران سفر بسیار خوری سے پرہیز کریں۔ دوسرا یہ کہ آپ سیاحتی مقامات پر کھانے کی وہ چیزیں اور وہ پھل پھول کھائیں۔ جو آپ کو گھر میں نہیں ملتیں۔

آپ ان علاقوں میں بہت سی دیگر چیزوں کے علاوہ ٹراؤٹ مچھلی کھائیں اور زیادہ کھائیں۔ خصوصاً خواتین کو زیادہ کھلائیں جن کی گودیں ہری نہیں ہو جاتیں۔ ان کے لیے یہ ٹراؤٹ مچھلی غذا کے علاوہ دوا کا کام بھی دیتی ہیں۔

چترال کا علاقہ چونکہ سرد اور ٹھنڈے پانیوں کا علاقہ ہے۔ اس لیے پانی جتنا ٹھنڈا ہوگا وہاں کی مچھلی زیادہ صحت مند اور لذت بھری ہوگی۔ اس لیے یہ علاقہ اپنی لذیذ ٹراؤٹ مچھلیوں کے لیے بھی مشہور ہے۔ مچھلی کے شکار کے لیے اپریل سے ستمبر تک کا عرصہ موزوں ہے۔ چترال کے دریائے لٹ کوہ میں بھورے رنگ کی ٹراؤٹ مچھلی ملتی ہے۔ گولن بول اور شِشی کوہ کے نالے بھی مچھلی کے شکار کے لیے مناسب ہیں۔ اس بات کا خاص خیال رکھئے کہ مچھلی کے شکار کے لیے چترال میں محکمہ ماہی اور ماہی پروری (فشرڈیپارٹمنٹ) کے لیے اجازت نامہ پرمٹ جاری کرتا ہے اور یہ اجازت نامہ حاصل کیے بغیر آپ چترال میں مچھلی کا شکار نہیں کر سکتے۔

چشموں کا پانی

اس میں کوئی شک نہیں کہ آج کل منرل واٹر کا بہت بڑا انتظام کر لیا گیا ہے۔ لیکن ایک تو یہ کہ آج کے مصنوعی دنیا میں ہر چیز میں ملاوٹ ہی ملاوٹ موجود ہے دوسرا یہ کہ جو چیز آپ اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے ہاتھوں سے کر لیتے ہیں۔ اس میں تو شک وشبہ کی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ اس لیے جب بھی آپ سیاحتی علاقوں کی سیر وتفریح کو جائیں۔ تو دل میں یہ بات بٹھا لیں کہ آپ صرف سیر وتفریح کے لیے نہیں جاتے بلکہ اس کے علاوہ اپنی صحت کی امپرونمنٹ اور ذہنی پریشانیوں کو کم کرنے کے لیے ایک علاج گاہ میں جا رہے ہیں۔

آج کی مشینی زندگی نے انسان کو وقت سے پہلے بوڑھا کر دیا ہے اور بے پناہ سہولتیں ہونے کے باوجود انسان کمزور سے کمزور تر ہوتا جا رہا ہے۔ اس لیے آپ اپنے پھیپھڑے یہاں کی تازہ ہواؤں سے بھر لیں۔ سیدھی سادی اور صحت بخش مقامی چیزیں کھائیں، ورزش کریں اور سب سے بڑھ کر یہاں کا آب حیات جو کہ آپ کو تازہ اور صاف چشموں، نالوں، آبشاروں اور دریاؤں سے ملے گا اور اس پر آپ کا کوئی خرچ بھی نہیں آئے گا۔ یہ پانی بے شمار معدنیات اور ادویاتی جڑی بوٹیوں سے گذر کر آپ تک پہنچتا ہے اور یہ قدرتی

طور پر فلٹر شدہ پانی ہوتا ہے۔ جس کا مصنوعی منرل واٹر کیا مقابلہ کر سکے گا۔

اس لیے جہاں بھی موقع ملے۔ پیاس لگی ہو یا نہ لگی ہو۔ چشموں کا پانی پیتے جاؤ۔ ہم تو اسی صاف اور فلٹر شدہ پانی، شہد، سلاجیت اور ایک دو بوٹی سے بہت سے بیماریوں کا علاج کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ شفا دے دیتا ہے۔ آپ ڈیپریشن کا شکار ہیں کھوئے کھوئے رہتے ہیں۔ جن بھوت کا کوئی مسئلہ درپیش ہے، اولاد کی نعمت سے محروم ہیں۔ کوئی کمزوری ہے، ہم اور یہ قدرتی چیزیں حاضر ہیں۔

چترال ایک نظر میں

قدیم نام	بلور، کھوستان، دردستان، قاشقار، شی می، چھترار، چترال
رقبہ	چار ہزار پانچ سو مربع میل
آبادی	دو لاکھ پندرہ ہزار نفوس
صدر مقام	چترال
قبیلے	کھو۔ کالاشی۔ بشگالی۔ گواری۔ ڈامیلی۔ ڈانگرک۔ پختون۔ گوجر۔ بدخشی۔ یدغہ
زبانیں	کھوار۔ پشتو۔ بدغہ۔ دری۔ وانی۔ گوجری۔ ڈانگرک۔ ڈامیلی۔ ارندولی۔ قریشی۔ کلاشوار۔ شیخانی۔ پلولہ۔ ترکی
مذہب	اسلام، کفر (کفرستان میں)
آخری حکمران	مہتر یوسف الملک ناصر
حدود اربعہ	مشرق: گلگت۔ یاسین۔ دیر اور سوات مغرب: بدخشان (افغانستان) چین۔ روس جنوب: درہ لواری اور ضلع دیر
ریاست کا پاکستان میں ادغام	28 جولائی 1969ء
مکمل پاکستانی قانون کا آغاز	1974ء
انگریزوں کا چترال پر قبضہ	1885ء

اونچی چوٹی	ترچ میر
مشہور درہ	لواری ٹاپ۔ 10500 فٹ بلند
دیہات کی کل تعداد	600
تحصیلوں کی تعداد	تحصیل مستوج (2) تحصیل موڑکھو (3) تحصیل تورکھو (4) تحصیل چترال (5) تحصیل دروش (6) تحصیل لٹ کوہ
سب ڈویژن	(1) سب ڈویژن مستوج (2) سب ڈویژن چترال
قدیم مذاہب	فطرت پرستی۔ آتش پرستی۔ ہندومت۔ بدھ مت۔ کافرمت
موسم گرما اور موسم سرما میں آمد کے راستے	موسم گرما میں براستہ لواری ٹاپ اور موسم سرما میں براستہ نوا پاس کونٹر روڈ افغانستان
ہوائی سروس	پشاور تا چترال
چترال شہر کی آبادی	50ہزار

اہم ٹیلی فون نمبرز

پی آئی اے کاؤنٹر	412963	الائیڈ بینک	نیو بازار چترال	412496
ڈی۔ پی۔ او	412077	مسلم کمرشل بینک	قلعہ روڈ	412523
ڈی۔ سی۔	412055	یونائٹڈ بینک	نیو بازار	412997
ہسپتال	412142	نیشنل بینک	اتالیق چوک	412539
ایئر پورٹ	412547	حبیب بینک	قلعہ روڈ	412549
پریس کلب	413487	بینک القطر	اتالیق چوک	412473
کاکاخیل نیوز ایجنسی	412830	ماؤنٹین ان ہوٹل	------	412581
افضل نیوز ایجنسی	412286	ہندوکش ہائٹس ہوٹل	------	413151
جی۔ پی۔ او	412515	پامیر ریور سائڈ ان	------	412525
ریڈیو سٹیشن	412757	چترال گیسٹ ہاؤس	------	413077
پولیس سٹیشن	412913	چترال کوڈ نمبر	------	0933
تھانہ ایون	490007	------	------	------

بس سٹینڈ پشاور	413806	انٹرنیٹ سروس	------ 413225

سطح سمندر سے بلندی

	(فٹوں میں)		طول بلد	عرض بلد
لواری	10500	برید	7147	3539
زیارت	7644	رمبور	7137	7547
دروش	4300	بمبوریت	7140	7540
چترال خاص	4840	چترال خاص	7146	3500
ارندو	3800	اونچی چوٹیاں		
گرم چشمہ	7340	ترچ میر		25230
مستوج	7680	خوشاق		24556
وادی بریر	5476	استورنال		3500
وادی رمبور	7203	======		======
وادی بمبوریت	7596	======		======
برموکملشت	9000	======		======

کلومیٹروں میں

چترال سے		دیر خاص سے	
دروش	42	پشاور	240
لواری ٹاپ	80	تیمرگرہ	68
دیر خاص	108	چکدرہ	108
چکدرہ	225	کمراٹ کوہستان	95
مینگورہ سوات	265	مینگورہ سوات	148

تیمرہ گرہ سے		مینگورہ سے	
پشاور	172	کالام	240
مردان	106	اوشو	68
چکدرہ	38	اتروڑ	108
مینگورہ	78	مالم جبہ	95
منگورہ سوات	265	بحرین	66
------	------	مالاکنڈ	56
------	------	پشاور	170
------	------	لاہور	535

چترال سے

شندور	147	تیریچ میر	130
مستوج	107	گولین۔ کوغذی	25
بونی	75	نگر	54
گرم چشمہ	45	بروغل پاس	256
برموغلشت		ایون	15
بمبوریت	36	رمبور	32
بریر	34	ملاکنڈ	252
مردان	304	نوشہرہ	326
پشاور	366	راولپنڈی	452
لاہور	728	ملتان	1071
حیدرآباد	ط 1816	کراچی	2020
کوئٹہ	1938		

گلیشرز، دریا، چشمے، جھلیں

گلیشرز		دریا	
ارکاری	گلیشر	دریائے	لاس پور
لاس پور	گلیشر	دریائے	یارخون
اُویر	گلیشر	دریائے	مولکہو
تورکھو	گلیشر	دریائے	لٹ کوہ
مدرگلشٹ	گلیشر	دریائے	چترال
یارخون	گلیشر	دریائے	بمبوریت

بلند چوٹیاں		چشمے	
ترچ میر	25230	چشمہ	گرم چشمہ
خوشاق	24556	چشمہ	لٹ کوہ
استواونال	24343	چشمہ	امبور
بونیزوم	21496	چشمہ	ترچ
چشمے		چشمہ	بونی
چشمہ	شندور	چشمہ	شاہ جنابی
چشمہ	رمبور	چشمہ	یارخون

جھلیں		مشہور درّے	
شندور	جھیل	لواری	10500
قریذہ	جھیل	شندور	12205
چٹی بائے	جھیل	چمرکن	14500
چاں تار	جھیل	تھوتی	14700
مشہور درّے		درکوت	15000

کان خون	12800	دوارہ	14800
بروغیل	13260	-----	-----

بلندی

سطح سمندر سے زیادہ بلندی	12000
سطح سمندر کم سے کم بلندی	3727

ریسٹ ہاؤسز ’’چترال‘‘

چترال ریسٹ ہاؤس	چترال	درسک ریسٹ ہاؤس	درسک
مداک لشٹ ریسٹ ہاؤس	درسک	گیریٹ ریسٹ ہاؤس	گیریٹ
ایون ریسٹ ہاؤس	ایون	بریر ریسٹ ہاؤس	بریر
گرم چشمہ ریسٹ ہاؤس	گرم چشمہ	میگور ریسٹ ہاؤس	میگو
کاکوزی ریسٹ ہاؤس	کاکوزی	بری نس ریسٹ ہاؤس	بری نس
ری شون ریسٹ ہاؤس	ری دشون	بروی ریسٹ ہاؤس	بردی
ستوگرا ریسٹ ہاؤس	شوگرا		

ہوٹلز ’’دیر خاص‘‘

المزمل ہوٹل	دیر	المنصور ہوٹل	دیر
دیر ہوٹل	دیر	کانٹینٹ ہوٹل	دیر
سعید ہوٹل	دیر	امین ہوٹل	دیر
سندھ ہوٹل	دیر	حیات ہوٹل	دیر
ڈین ہوٹل	دیر	حیات ٹورسٹ ہوٹل	دیر
سہیل ہوٹل	دیر	پی، ٹی، ڈی، سی	دیر
دیر ہوٹل	دیر	لارم ریسٹ ہاؤس	لارم
بالاکوٹ ریسٹ ہاؤس	بالاکوٹ	شھیل ریسٹ ہاؤس	شیھل

چترال کی تاریخ ایک نظر میں

چترال کی تاریخ ملک کے دیگر حصوں کی تاریخ کی طرح بڑی پرانی ہے۔ آثار قدیمہ کی روشنی میں یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ آریاؤں کی آمد سے قبل ہی یہ علاقے آباد علاقے تھے۔ جب آریاؤں نے وسطی ایشیاء سے کوچ کرلیا۔ تو وہ چترال اور سوات کے راستوں سے نیچے پنجاب اور گنگا جمنا تک پہنچ گئے۔ ان علاقوں میں سورج پرستی اور آتش پرستی کا دور دورہ بھی رہا ہے اور اس کے بعد سکندر اعظم بھی ان علاقوں میں آئے ہیں یہی وجہ ہے کہ کافرستان کے لوگ یہ دعویٰ آج بھی کرتے ہیں۔ کہ وہ سکندر کے فوجیوں کی اولاد ہیں۔ سکندر کے بعد یہ علاقے مقامی لوگوں کے ہاتھوں میں رہے۔ کبھی ان پر تبت والوں نے حملہ کیا۔ کبھی چین والوں نے، کبھی افغانستان والوں نے۔

لیکن چونکہ یہاں تک اسلام کی روشنی اوائل دور میں نہیں پہنچی تھی اسی لیے اس پورے چترال پر موجود کافروں کے بڑوں کی حکمرانی تھی اور کافر لوگ جو یہ روایت کرتے ہیں کہ وہ سیام سے آئے ہیں۔ سیام درحقیقت چترال کا پرانا نام شی می اور شیام تھا۔

درحقیقت پرانا کافرستان بڑا وسیع وعریض تھا۔ جس میں افغانستان کی وادی کونٹر، سوات کا پورا علاقہ، دیر کا پورا علاقہ اور چترال کا پورا علاقہ شامل تھا۔ پھر جوں جوں ان علاقوں میں اسلام پھیلتا گیا اور لوگ مشرف بہ اسلام ہوتے رہے۔ تو کافرستان کی حکومت سمٹنے لگی اور آخرکار آج کی ان تین وادیوں تک محدود ہوگئی۔

معلوم تاریخ کی روشنی میں کہا جاسکتا ہے کہ تیرھویں صدی عیسوی میں ترکستان کے رئیس خاندان نے چترال کے کافروں پر حملہ کردیا اور چترال کا بہت سا علاقہ کافروں سے چھین لیا۔ یہی خاندان سولہویں صدی تک چترال پر حکمران رہا۔ ان کے بعد چترال کے سیاسی سٹیج پر دو اور خاندان بطور فاتحین نمودار ہوگئے جو تاریخ میں خاندان سنگین علی اور خاندان کٹور کے نام سے مشہور ہیں۔ ان کے علاوہ ایک اور طاقت خوش وقت خاندان کی تھی۔ جو چترال کے تہائی حصے پر حکمران رہ چکے ہیں۔

وقت گذرتا گیا۔ مختلف خاندان مختلف وقتوں میں حکومت کرتے کرتے سٹیج سے غائب

ہو گئے اور 1885 میں چترال بالکل مقامی طور پر خودمختار ہو گیا۔ لیکن جب 1895ء میں انگریزوں کے دلوں میں روس کی آمد کا خطرہ پیدا ہو گیا، دوسری طرف دیر جندول کا حکمران عمرا خان بھی دیر، سوات اور چترال کو اپنے لیے ایک وسیع حکومت میں تبدیل کرنا چاہتا تھا۔ عمرا خان ایک ذہین، بہادر اور مدبر حکمران تھا۔ جو انگریزوں کی تاریخ میں افغان نپولین کے نام سے جانا پہنچانا جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ سوات، بونیر اور دیگر قبائل نے ملاکنڈ اور چکدرہ کو انگریزوں کے خلاف جہاد کے میدان میں تبدیل کر دیا تھا اور ملاکند کے مقام پر انگریزوں اور پختونوں کی کئی خطرناک جنگیں لڑی گئی تھیں۔ جن کی یادگاریں آج بھی ملاکنڈ اور چکدرہ کے پہاڑوں میں نظر آتی ہیں۔

اب انگریز کو کئی محاذوں پر لڑنا پڑا۔ ادھر سوات اور دیگر قبائل کا مسئلہ، دوسری طرف عمران خان اف جندول، تیسری طرف چترال کی طرف روس کی آمد، اسی خطرے کا راستہ روکنے کے لیے انگریزوں نے فارورڈ پالیسی بنائی، ملاکنڈ پر ایک خطرناک لڑائی لڑنے کے بعد ملاکنڈ کے راستے دیر سے ہوتے ہوئے چترال تک آسان رسائی کے لیے سڑک بنانے کی سوجھی اور چترال کو اپنی مٹھی میں لینا چاہا۔ کیونکہ چترال، یاسین، گوپس اور گلگت سے بھی ملا ہوا تھا۔ اس لیے ان تمام کو اپنے تصرف میں رکھنے کے لیے انگریز بہر حال چترال تک پہچانا چاہتا تھا اور آخر کار پہنچ بھی گیا۔

جب انگریز 1895ء میں چترال میں کچھ مضبوط سا ہو گیا۔ تو وہ اندرونی طور پر چترال میں مقامی بادشاہت اپنی زیر نگرانی بھی رکھنا چاہتا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ چترال کے مقامی بادشاہوں اور شہزادوں میں تاج و تخت کے لیے کئی خونریز مقابلے ہوتے رہے۔

جب 1947ء میں پاکستان معرض وجود میں آیا۔ تو پھر بھی چترال کے مقامی بادشاہوں کے درمیان آپس میں یہ کشت و خون جاری رہا۔ اگرچہ اب اس کا زور ٹوٹ چکا تھا آخر کار حکومت پاکستان نے پہلی بار 1960ء میں چترال کو پاکستان میں ضم کر لیا۔ لیکن پھر بھی اندرونی حکمران بدستور موجود رہے۔ بعد میں 1969ء میں اس میں کچھ مزید مداخلت پاکستان کی طرف سے کر لی گئی۔ اور آخر کار 1974ء میں مکمل طور پر ریاست چترال کو ضلع چترال میں تبدیل کر لیا گیا۔ اور یہاں پر تمام پاکستانی قوانین کا اطلاق کر لیا گیا۔

ریاست چترال کے پڑوس میں یاسین، گوپس، گلگت، دیر اور سوات کی ریاستیں تھیں۔ ان تمام ریاستوں میں ریاست سوات کو حقیقی معنوں میں ایک منظم ریاست کہا جا سکتا ہے۔ جو ترقی کے ہر موڑ پر ان تمام ریاستوں سے آگے تھی۔ لیکن باقی ریاستوں کے مقابلے میں ریاست چترال ایک اچھی ریاست تھی۔ جہاں کے آخری حکمرانوں نے اپنی رعایا کے لیے تھوڑا بہت ترقی کا کچھ نہ کچھ بندوبست کیا تھا۔ جس میں دیگر چیزوں کے علاوہ تعلیم سرفہرست تھی۔ یہ اس ابتدائی سکول کے ثمرات ہیں کہ چترال جیسے دورافتادہ علاقے کے لوگ آج کسی نہ کسی حد تک زیور تعلیم سے آراستہ و پیراستہ ہیں۔

اس طرح چترال اور پشاور کے درمیان ہوائی سروس کا اجراء، کسی حد تک سڑکوں کی تعمیر وغیرہ کچھ ایسی باتیں ہیں کہ جس کی وجہ سے چترال کو کچھ نہ کچھ کریڈٹ دیا جا سکتا ہے۔ کیونکہ ان کی بالکل پڑوسی ریاست، ریاست دیر میں ترقی کی کوئی بھی کرن دوربین سے بھی دیکھنے میں نہیں آتی۔

چترال شہر

چترال پورے ضلع کا ہی نام ہے اور خاص شہر کا بھی نام ہے۔ جو کہ ضلع چترال کا صدر مقام بھی ہے۔ چترال شہر ایک وسیع و عریض شہر ہے۔ جس کی آبادی تقریباً 50 ہزار نفوس پر مشتمل ہے۔ شہر کے مشرق اور مغرب میں اونچے پہاڑ ایستادہ ہیں اور دریائے چترال شہر کے وسط میں سے گذرتا ہے اور شہر دو سڑکوں کے درمیان میں واقع ہے شہر میں دیکھنے کے بہت سے قابل دید مقامات، عمارات، مساجد اور دفاتر ہیں۔ جن میں آغا خان نیٹ ورک اور رُورل سپورٹ پروگرام کے دفاتر، چترال سکاؤٹس، شاہی قلعہ، ضلعی عدالتیں، بینک، ہسپتال، پریس کلب، میونسپل لائبریری، کامرس کالج، ڈی۔ پی۔ او آفس، پولیس لائن، فٹ بال گراؤنڈ، شاہی مسجد، پولو گراؤنڈ، میوزیم، پی۔ آئی۔ اے آفس۔ ڈگری کالجز، پی، ٹی، ڈی، سی موٹل، گورنر کاٹیج، سکولز، دینی مدارس، مختلف قسم کے مسافر خانے اور ہوٹلز، مختلف اشیاء کے بازار، جن میں خشک میوے، تازہ پھل، قیمتی پتھر، سلاجیت قدیم سکے، انٹیک کا سامان، گرم اونی شالیں، اونی پٹی، ٹوپیاں دستکاری کے خوش نما کپڑے۔ قدیم زیورات، لوہے، مٹی کے برتن

لکڑی کی بنی ہوئی گھریلو استعمال کی اشیاء، رنگ برنگ کے خوش نما چوغے، موزے، دستانے، زنانہ قمیضوں کے گلے اور آستینوں کے بارڈرز، بچوں اور بچیوں کی خوش نما ٹوپیاں، ان کے علاوہ موسم کی مناسبت سے ہر قسم کا تازہ پھل پھول دستیاب ہوتا ہے۔

ان کے علاوہ درج ذیل مقامات زیادہ قابل دید اور سیاحوں کی توجہ کا باعث ہو سکتے ہیں ۔ جن کے دیکھنے سے سیاح اپنی سیر کے لطف کو دوبالا کر سکتے ہیں۔

عجائب گھر: عجائب گھر ان آثار اور اشیاء کا خزانہ ہوتا ہے۔ جو آس پاس کے علاقوں کے قدیم آثار کو کھودنے کے بعد حاصل کیا جاتا ہے۔ یا جو ان علاقوں کے قدیم باسیوں کا قدیم وقتوں میں زیر استعمال رہا ہو۔ یہی وجہ ہے کہ عجائب گھروں سے قدیم وقتوں کے انسانوں کے روزمرہ استعمال میں لانی والی اشیاء، ان کے طرز زندگی، اس وقت کے دستیاب وسائل، اس وقت کے ہنر، ضروریات، سوچ، فکر، مہارت اور ہنر مندی کا اندازہ لگایا جاتا ہے۔ اس لیے عجائب گھروں کو اقوام کی تاریخ میں ایک منفرد مقام حاصل ہوتا ہے۔ اور جہاں آ کر بیرونی سیاح لوگ ان کے وطن کے لوگوں اور ان کے فن و ہنر کا اندازہ لگا لیتے ہیں۔ ملک بھر میں بے شمار عجائب گھروں کی طرح چترال میں بھی ایک عجائب گھر 2003ء میں قائم کر دیا گیا ہے۔ جس طرح کہ عام عجائب گھر اپنی دستیاب مختلف اشیاء کی وجہ سے مختلف گیلریوں اور خانوں میں تقسیم کیا جاتا ہے۔

اسی طرح چترال عجائب گھر کو بھی چھ مختلف گیلریوں میں تقسیم کر دیا گیا ہے۔

پہلی گیلری: ان اشیاؤں پر مشتمل ہے جو زمین کے اندر مدفون خزانوں کو کھودنے سے جو کچھ حاصل ہوا ہے ان کو گیلری میں آراستہ کیا گیا ہے۔ جس میں مجسمے، قدیم وقتوں کے برتن، زیورات، سامان حرب اور دیگر گھریلو سامان شامل ہے۔ جو چترال کی ہزارہا سالہ قدیم تہذیب کی گواہی دیتا ہے۔

دوسری گیلری: کالاش گیلری ہے۔ جس میں قدیم اور جدید کالاش کلچر سے متعلقہ اشیاء رکھدی گئی ہیں۔

تیسری گیلری: اسلامی گیلری ہے۔ جس میں چترال کے مسلمانوں کے ابتدائی ایام کے جنگی اسلحہ، تلواریں، تیر، کمان، وغیرہ اس کے علاوہ قدیم کتب کے قلمی نسخے، مخطوطے،

جانماز، تسبیح، کاغذ، قلم، وغیرہ موجود ہیں۔

چوتھی گیلری: اس گیلری میں عام چترالی مسلمان لوگوں کے قدیم وقتوں کے زیر استعمال اشیاء کو سجایا گیا ہے۔

پانچویں گیلری: یہ گیلری کھوگیلری ہے۔ جس میں کھولوگوں کے زیر استعمال اشیاء مثلاً لکڑی، مٹی کا سامان، زیورات، روایتی لباس، شکار اور مختلف پیشوں میں استعمال ہونی والی اشیاء رکھی گئی ہیں۔

چھٹی گیلری: چونکہ چترال زبانوں اور قبیلوں کا ایک گھنا جنگل ہے۔ جس میں بے شمار زبانیں بولی جاتی ہیں اور بے شمار قبائل رہائش پذیر ہیں۔ اس لیے یہ ایک گیلری ان تمام قبائل کی زیر استعمال اشیاء کے لیے مخصوص کی گئی ہے۔

شاہی مسجد اور شاہی قلعہ

چترال کی شاہی مسجد جو اپنی وسعت، مضبوطی اور بہترین نقاشی اور گل کاری کی وجہ سے چین کے کاشغر سے لے کر پشاور تک اپنا ثانی نہیں رکھتی۔ اس مسجد کی تعمیر 1919ء میں شروع ہوئی اور 1925ء میں مکمل ہوئی۔ اسے پشاور کی تاریخی عمارت مسجد مہابت خان کے طرز پر تعمیر کیا گیا ہے۔ یہ بہترین پکی اینٹوں، پتھروں سے بنائی گئی ہے اور سنگ مرمر کا بہترین استعمال کیا گیا ہے۔ اس میں تین ہزار نمازیوں کے پڑھنے کی گنجائش ہے۔ اس کے بلند و بالا اور سفید چمکتے ہوئے مینار دور دور سے دکھائی دیتے ہیں۔ یہ مسجد شہر کے وسط میں واقع ہے۔ جہاں پر سابق بادشاہ کے محلات بھی واقع ہیں۔

شاہی قلعہ: یہاں کا شاہی قلعہ یقیناً شاہوں کے شایان شان ہے۔ جہاں بادشاہت کے وقتوں کا اسلحہ اور دیگر ساز وسامان پڑا ہے۔ ان وقتوں کی بڑی بڑی توپیں بھی دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

قلعہ کے اندر مردانہ حصے میں گل کاری کے وہ فن پارے ملتے ہیں۔ جس کا دیکھنا کسی اور جگہ میں ناممکن ہے۔ یہ وسیع وعریض کئی مختلف کاموں کے لیے مختلف حصوں میں منقسم ہے۔ اس قلعے نے اپنی طویل زندگی میں بہت انقلابات دیکھے ہیں۔ تاج وتخت کے لیے بے شمار ارتوں، اور خونریزی کی بہت سی داستانیں اس کے سینے میں پوشیدہ ہیں۔

قلعہ کے طرز تعمیر سے وسط ایشیاء کے طرز زندگی، طرز فکر و معاشرت اور ثقافت کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ قلعہ کے علاوہ قدیم وقتوں کی یادگاروں میں شاہی قبرستان، شاہی بازار اور شاہی پولو گراؤنڈ دلچسپی کی چیزیں ہیں۔

قلعہ کے سامنے اور دریا کے کنارے ایک جدید اور پرآسائش اور قابل دید ہوٹل بنایا گیا ہے۔ جس میں جانے، بیٹھنے اور چائے کا ایک کپ پینے کا مزہ کچھ اور ہے۔

گرم چشمے

ویسے تو گرم چشمے، چترال کے دیگر مقامات میں بھی پائے جاتے ہیں۔ لیکن جن چشموں نے اپنی خاص خصوصیات کی وجہ سے دنیا بھر میں شہرت پائی ہے۔ وہ جگہ گرم چشمہ کے نام سے مشہور ہے۔ جو چترال خاص سے ۴۵ کلومیٹر کے فاصلے پر تحصیل لٹ کوہ میں واقع ہے۔

یہاں کئی گرم چشمے واقع ہیں۔ جن میں مرد و خواتین کے لیے الگ الگ کمرے بنائے گئے ہیں۔ جس میں مختلف امراض میں مبتلا لوگ غسل کرتے ہیں۔ جو جوڑوں کے درد کے علاج کے لیے خاص کارآمد سمجھا جاتے ہیں۔

آپ ان چشموں کو دیکھنے یا اس کے پانی میں نہانے یا وضو کرنے آتے ہیں۔ تو اس کے علاوہ آپ یہاں کا تیز و تند دریا، صاف و شفاف پانی گورنر کے لیے بنایا گیا خوبصورت کاٹیج اور یہاں پر تعمیر کردہ ایک پرشکوہ مسجد بھی دیکھ سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ یہاں واقع پولو گراؤنڈ بھی مشہور ہے۔ جس میں پولو گیم کے علاوہ افغانستان کا مشہور گھوڑوں والا کھیل بزکشی بھی کھیلا جاتا ہے۔ یہاں کی ٹراؤٹ مچھلی اپنی لذت اور ذائقہ کے لیے بہت زیادہ پسند کی جاتی ہے۔ آپ پرمٹ حاصل کر کے مچھلی کا شکار بھی کر سکتے ہیں۔

یہ جگہ وسطی ایشیائی ریاستوں کا گیٹ وے بھی ہے کیونکہ اس سے آگے افغانستان اور تاجکستان کے ممالک واقع ہیں۔ اس کے قریب مشہور صنعتی گاؤں موغ واقع ہے۔ جہاں کی ہاتھ کی بنائی ہوئی اونی پٹی ملک بھر میں مشہور ہیں۔ اور زیادہ تر سیاح خصوصا اس پٹی کے خریدنے کے لیے یہاں کا رخ کرتے ہیں۔ جہاں آپ کپڑے کے علاوہ ٹی کوزی، چوغے، واسکٹ، اونی ٹوپیاں، زنانہ چوغے، قمیض وغیرہ خرید سکتے ہیں۔

چونکہ یہ وادی افغانستان اور قازقستان کے منہ میں واقع ہے اس لیے یہاں مختلف قسم کے قیمتی پتھر اور نگینے بھی خریدے جاسکتے ہیں۔

یہاں درمیانے درجے کا بازار واقع ہے۔ جس میں ہر قسم کی ضروری اشیاء مل جاتی ہیں۔ اور قیام وطعام کا مسئلہ بھی کافی حد تک حل ہوا ہے۔ اس لیے اگر آپ یہاں قیام کرنا چاہیں۔ تو پھر بھی کوئی تکلیف والی بات نہیں اور اگر قیام کرنا نہ چاہیں، تو لطف اندوز ہونے کے بعد واپس چترال خاص آسانی کے ساتھ جاسکتے ہیں۔ دیگر اشیاء کے علاوہ اس جگہ کے ڈرائی فروٹ بھی لوگوں میں کافی شہرت رکھتے ہیں۔ زیرہ خریدنا چاہیں، تو بھی اس جگہ آپ بہترین زیرہ کے لیے معلومات حاصل کرسکتے ہیں۔

ایون

چترال کے بڑے اور پرانے قصبات میں سے ایک قصبہ ایون کے نام سے مشہور ہے۔ جب جدید دور کی ترقی ابھی اتنی زوروں سے نہیں آئی تھی اور چترال کا شہر اتنا بڑا پھلا پھولا اور پھیلا نہیں تھا۔ تو پوری وادی چترال میں، سیاست، تجارت اور علم وفن کے لیے ایون کا قصبہ ایک مشہور اور خاص نام رکھتا تھا۔

اگر آپ کافرستان جارہے ہیں تو راستے میں ایون کا قصبہ آئے گا۔ جو کہ دراصل کافرستان کی تینوں وادیوں بمبوریت، رمبور اور بریر کا کا دروازہ ہے۔ تو راستے میں آپ اس کا لطف اٹھا سکتے ہیں۔ لیکن زیادہ بہتر یہی ہوگا کہ اپنے چترال کے قیام کے دوران آپ اس کی سیر کے لیے نکل جائیں۔ پورا علاقہ دریائے چترال کے کنارے واقع ہے اور بڑا پرسکون، پرامن اور سبزہ پوش علاقہ ہے۔ یہاں پکنک کے کئی مقامات موجود ہیں۔ کھانے پینے کی عام اشیاء بھی دستیاب ہیں اور چترال کے شہر سے صرف 22 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ یہ ایک بہت بڑا غلہ بود علاقہ ہے جو دھان اور مکئی کے اناج کے لیے زیادہ مشہور ہے۔

یہ قدیم قصبہ تعلیم کے لحاظ سے بھی کافی آگے ہے۔ یہیں پر زنانہ اور مردانہ سکول موجود ہیں۔ صحت کا معقول بندوبست ہے۔ اس میں ایک پاور ہاؤس بھی بنایا گیا ہے۔ جو پورے علاقے کو بجلی فراہم کرتا ہے۔

اگر کافرستان سے جو آپ کو بروقت چترال کے لیے گاڑی نہ مل سکے۔ تو کوئی بات نہیں۔ ایون میں اڈہ موجود ہے۔ جو ایون اور کافرستان کے درمیان آتی جاتی ہے۔ اس طرح اگر چترال کے بجائے ایون سے کافرستان جاتا ہے تو بھی ایون کے اڈہ سے گاڑی دستیاب ہو سکتی ہے۔

ایون کے لوگ بڑے تعلیم یافتہ، محبت بھرے، انسان دوست اور مہمان نواز ہیں۔ چترال کی فضاؤں میں جونہی ہوائی جہاز داخل ہو جاتا ہے۔ تو زمین سے فضا میں اس کا ایک شاندار مشاہدہ ایون کی وادی سے کیا جاتا ہے۔ کیونکہ باقی جگہوں میں وادی تنگ ہے اس لیے جہاز کو اترنے کے لیے اسی وادی کے کئی چکر کاٹنے پڑتے ہیں۔

گول نیشنل پارک

چترال شہر کی سیر گاہ: شہر کے اوپر ایک ایسی جگہ موجود ہے کہ جسے سیر گاہ کہیے، تفریح گاہ کہیے، ویو پوائنٹ کہیے نیشنل پارک کہیے، شاہی محل کہیے، غرض جو بھی نام دے دیں۔ یقیناً سارے نام اس پر سجتے ہیں۔ یہ ایک اونچی پہاڑی جگہ ہے جہاں شہر سے کوئی دو گھنٹے کا راستہ ہے۔ اگر چہ وہاں تک سڑک بھی موجود ہے۔ لیکن گاڑی بکنگ کے زیادہ پیسے مانگتی ہے اس لیے وہ ہر کسی کی بس کی بات نہیں۔ اس لیے بہتر یہی ہے کہ پیدل وہاں تک پہنچا جائے لیکن چونکہ وہاں کھانے پینے کی اشیاء دستیاب نہیں ہیں اس لیے اپنے لیے خوراک کا بندوبست خود کرنا پڑتا ہے۔

یہ پرفضا اور عجیب و غریب اور سحر انگیز مقام جہاں پر انسان کے حواس اس فریب میں مبتلا ہو جاتے ہیں جیسے کہ وہ جنت میں آ گیا ہو یقیناً یہاں کی سیر کے بعد آپ ضرور کہنے والے بنینگے گے کہ ایسا دلکش مقام یقیناً کہیں اور سیر و تفریح کے لیے نہیں ملے گا۔ بات کچھ یوں ہے کہ یہ شہر کے اوپر ایک پہاڑی مقام ہے۔ جہاں بادشاہت کے دنوں میں بادشاہ لوگ گرمیاں گذارتے۔ شاہی دربار لگ جاتا اور خوب چہل پہل ہوا کرتی تھی۔ اگر چہ راستہ تھکان بھرا راستہ ہے۔ لیکن وہاں پہنچ کر اور وہاں وہ کچھ دیکھ کر جو کہیں اور دیکھنے کو نہیں ملتا۔ تو آدمی ساری تھکان، اور تنہائی بھول جاتا ہے اور وہاں اپنی آمد پر خدا کا شکر بجالاتا ہے۔

ایک طرف اگر یہ جگہ، یہ پہاڑی بذات خود ایک حسین وجمیل جگہ ہے اور بڑا معتدل مقام ہے تو دوسری طرف یہیں پر ایک گول نیشنل پارک قائم کر دیا گیا ہے۔ جو ہزاروں ایکٹر پر محیط ہے اور جس کی نگرانی اور ملکیت محکمہ وائلڈ لائف کے ہاتھوں میں ہے اور جو چترال گول نیشنل پارک کے نام سے مشہور ہے، ان میں بہت سے جانور اور پرندے رکھے گئے ہیں۔ لیکن یہ چڑیا گھروں کی طرح نہیں ہے جہاں جانوروں اور پرندوں کو پنجروں میں قید کر رکھا جاتا ہے۔ بلکہ یہ کھلی اور قدرتی فضا اور ماحول میں رہنے کی جگہ ہے۔ جہاں سارے پرندے اور جانور بالکل اس طرح آزاد پھرتے ہیں جس طرح کہ عام جنگلوں میں گھومتے پھرتے ہیں۔

چترال گول نیشنل پارک میں برفانی چیتے، مارخور، پہاڑی بھیڑیں، خرگوش، ریچھ، بندر اور گیدڑ جبکہ پرندوں میں مرغ زرین، رام چکور، چکور، شاہین، عقاب اور کئی قسم کی چڑیاں موجود ہیں۔ درختوں کے لحاظ سے بھی بڑا خوبصورت دکھائی دے رہا ہے۔ جن میں کول اور دیار کے درخت بڑے حسین لگ رہے ہیں، یقیناً یہ پارک چترال کے حسن کے ماتھے کا جھومر لگ رہا ہے اور جس کی وجہ سے اس جگہ کا مقامی نام برموغ لشٹ ایک یادگار اور دلچسپ نام بن گیا ہے صاحبان اختیار پر یہ بات فرض ہو جاتی ہے۔ کہ اس جگہ تک سیاحوں کی رسائی کو آسان بنایا جائے اور اس جگہ پر قیام وطعام کا سستا انتظام اور سہولت فراہم کی جائے۔

ترچ میر (جنات کے بادشاہ کا محل)

وادی چترال جو کہ بلند و بالا چوٹیوں اور پہاڑوں کی زمین ہے اس وادی کا سب سے اونچا پہاڑ اور اونچی چوٹی تیرچ میر کے نام سے جانی پہچانی جاتی ہے اور جس کا شمار دنیا کی بلند ترین چوٹیوں میں شامل ہے۔ جس کی بلندی 25760 فٹ ہے یہ پہاڑ اور فلک بوس چوٹی چترال کے شہر سے 135 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ جہاں دنیا بھر سے کوہ پیما آتے رہتے ہیں۔ چونکہ مہم جوئی کے وقت کافی مہم جو ہلاک بھی ہو چکے ہیں اس لیے چترال کی لوک روایت کے مطابق کہ چونکہ یہ پہاڑ پریوں کا مسکن ہے اور اسی تیرچ میر پر پریوں کے بادشاہ کا محل واقع ہے۔ اس لیے جب پریاں ناراض ہو جاتی ہیں تو وہ انسانوں کو نیچے

دھکیل دیتی ہیں جس کی وجہ سے ان کوہ پیماؤں کی موت واقع ہو جاتی ہے۔ چوٹی پر چڑھنا ماہر کوہ پیماؤں کا کام ہے۔ عام لوگوں اور سیاحوں کے لیے اس کے دامن تک جانا، وہاں ٹریکنگ کرنا، کیمپ لگانا، ورزش کرنا، گھومنا گھامنا اور یہاں کے سبزہ زاروں اور مرغزاروں سے لطف اندوز ہونا یقیناً ایک فرحت بخش کام ہے کیونکہ یہاں کارواں دواں اور صاف و شفاف پانی، قدرتی خودرو رنگ برنگے پھول، اگر موقع ملے تو یہاں کے تازہ اور ٹھنڈے پانی میں پلی ہوئی لذت بھری ٹراوٹ مچھلی کا مزہ اور ذائقہ اور چونکہ یہ مقام غیر ملکی سیاحوں میں خاص شہرت رکھتا ہے۔ اس لیے جگہ جگہ ان کے خیمے نصب ہوتے ہیں اور وہ کئی کئی روز بلکہ کئی کئی مہینوں تک فطرت کی اس رنگین آغوش میں خیمہ زن رہتے ہیں۔ چونکہ ان سیاحوں کے ساتھ تو اپنے قیام و طعام کا پورا اور مکمل بندوبست ہوتا ہے اس لیے انہیں تو کسی قسم کی تکلیف اور پریشانی کا سامنا نہیں کرنا پڑتا۔

آپ اگر وہاں جانا چاہیں تو ٹیم اور گروپ کی شکل میں جائیں۔ کھانے پینے کی اشیاء دوائیاں اور گرم کپڑے اپنے ساتھ لے جائیں۔ چند دن وہیں پر گذار کر اپنی سیر کا لطف دوبالا کریں۔

چونکہ زیادہ تر معدنیات بھی اس علاقے میں پائے جاتے ہیں اور دوسرا ادویاتی جڑی بوٹیوں سے لبریز خطہ ہے۔ معدنیات میں سونا، گندھک، ہڑتال اور سرمہ زیادہ قابل ذکر ہے۔ اس لیے ان معدنیات اور ان جڑی بوٹیوں کی وجہ سے یہاں کارواں دواں پانی صحت کے لیے دوادارو کا کام دیتا ہے۔ پھیپھڑوں کو تازہ اور صاف و شفاف ہوا سے بھرنے، ساتھ ساتھ فطری حسن کو دیکھنے اور قدرتی اور شفا بخشنے والا پانی پینے سے آپ بہت کچھ پا سکتے ہیں۔ اس لیے موقع ملے۔ تو اس جگہ پر ضرور جائیں۔

مڈکاشٹ

ضلع چترال کے مختلف گاؤں اور دیہات میں ایک گاؤں بلکہ ایک بڑی وادی مڈکلشت کے نام سے مشہور ہے۔ خیال رہے کہ وادی چترال خاص سے نہیں بلکہ راستے میں پیچھے چھوڑے ہوئے بڑے قصبے دورش سے 45 کلومیٹر شمال مشرق کی طرف واقع ہے۔

چونکہ وادی اپنی زرخیزی، رعنائی اور فطری حسن کی وجہ سے بڑی مشہور ہے اس لیے اس کا ذکر کرنا ضروری سمجھا گیا کہ اگر موقع مل سکے، تو اسی وادی سے بھی لطف اندوز ہونا نہ بھولیے گا۔ دروش قصبہ سے جاتے وقت راستے میں دس، پندرہ گاؤں سے گذرنا ہوگا۔ یہ جگہ بذات خود ایک ٹھنڈی جگہ ہے جہاں 9 یا 10 فٹ تک برف گرتی ہے۔ انگریزوں کے وقتوں سے یہ خاص شہرت کا حامل رہا ہے۔ یہاں انگریز سکاؤٹس کو تربیت دیتے تھے اور یہیں پر برف کھیلنے کے مقابلے بھی ہوا کرتے تھے۔

ساری وادی گل پوش اور سبزہ پوش ہے۔ کافی ہرا بھرا جنگل جس میں بڑے بڑے تناور درخت موجود ہیں، بڑا پیارا لگتا ہے۔ اگر ایک طرف اس وادی کے لوگ بڑے سیدھے سادے ہیں تو دوسری طرف بڑے انسان دوست، امن پسند اور مہمان نواز بھی ہیں۔

چونکہ اس وادی میں قیام و طعام کا خاطر خواہ بندوبست نہیں ہے۔ تو اگر ایک دن کے ٹرپ پر جانا ہوا تو اپنے ساتھ خوراک کی چیزیں ضرور لے جائیں لوگ بھی ہر قسم کا تعاون کر لیتے ہیں۔ آپ اس خوش نما وادی میں پورا اور بھرپور دن گذاریں، مناظر فطرت سے محفوظ ہو جائیں، وہاں آتے وقت خواتین کی گھریلو دستکاری کی بنائی ہوئی نفیس چیزیں دیکھنے اور خریدنے کی کوشش کریں۔ خصوصاً ان کی بنائی ہوئی بنیان ، جرابیں، اور رمفلر اور گلو بند خوبصورت بھی ہیں اور بڑے نرم اور پائیدار بھی ہیں۔

آپ وہاں جائینگے، تو آپ اکیلے نہیں ہوں گے، پوری وادی سیاحوں سے بھری رہتی ہے۔ جنہوں نے کیمپ لگائے ہوئے ہوتے ہیں اور خوب چہل پہل ہوتی ہے۔ آپ پورے دن کو پورا لطف اٹھائیں اور شام ہونے سے پہلے چترال خاص واپس آ جائیں۔ یقیناً یہ ٹرپ آپ کی یادگار ٹرپوں میں سے ایک ہوگا۔

کوغذی

کوغذی بھی کہنے کو تو ایک گاؤں ہے۔ لیکن اپنی بے پناہ قدرتی رعنائی کی وجہ سے قابل دید مقامات میں شامل ہے۔ اپنی سبزہ پوشی ، زرخیزی ، وافر پھل ، پھول اور موزوں آبی وسائل کی وجہ سے سیاح اس کا رخ کرتے ہیں چترال کے ان دیہات میں اس کا شمار ہوتا

ہے۔ جو زیادہ اناج اگانے والے گاؤں اور علاقے ہیں۔ یہاں گندم، مکئی، دھان اور وافر سبزیاں پیدا ہوتی ہے۔

یہ قابل دید گاؤں چترال شہر سے صرف چودہ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس علاقے اور اس سے ملحق علاقہ گولین کو اگر جنت کا ٹکڑا کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔ کیونکہ یہ علاقہ بیک وقت پھلوں، پھولوں، سرسبز و شاداب وادیوں، نہروں، آبشاروں، مسجدوں اور خوبصورت مناظر کی وادی ہے۔

یہاں دیکھنے کے لیے ایک مسجد بھی ہے۔ جو چترال کے بادشاہوں کے دور کی ہے۔ اور جو بہترین نقش و نگار اور لکڑی کی اعلیٰ گل کاری اور کندہ کاری کی جہ سے خوبصورت مسجد یا نقش و نگار والی مسجد کے نام سے مشہور ہے اس جگہ میں ہسپتال، ٹیلی فون سروس وغیرہ موجود ہے۔

چونکہ یہ شہر سے زیادہ دور نہیں ہے۔ اس لیے ایک دن یا کچھ وقت کے لیے ادھر جایا جا سکتا ہے اور یہاں کی رنگینی اور دلفریبی سے لطف اٹھایا جا سکتا ہے۔

اس سے تھوڑے فاصلے پر ایک اور خوبصورت گاؤں کجو کے نام سے مشہور ہے، جو دیگر پھل پھلاوں کے علاوہ چترال بھر میں انگور کی پیداوار کے لیے مشہور ہے اور جہاں انگور سے ایک خاص قسم کا رس تیار کیا جاتا ہے۔ جسے بعد میں ڈرائی فروٹ میں تبدیل کیا جاتا ہے۔ جو خوش ذائقہ ہونے کے علاوہ بہت سی بیماریوں کے لیے بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے۔

اس سے تھوڑے فاصلے پر آگے ایک اور مشہور اور خوش نما گاؤں داغ آ جاتا ہے۔ جو اپنی بلند ترین آبشار کے لیے صاف و شفاف ٹھنڈے چشموں اور وافر پھل پھول کے لیے بہت مشہور ہے۔

بونی

بونی ایک خوبصورت وادی ہے۔ یہ چترال خاص سے کوئی 80 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ایک زرخیز اور ایک بہترین تفریح گاہ ہے۔ چونکہ یہ تحصیل کا ہیڈ کوارٹر ہے اس لیے یہاں پر قیام و طعام کا کوئی مسئلہ نہیں ہے۔ جہاں پر ہر قسم کی سہولیات بہ آسانی میسر ہیں۔ یہاں کی چراگاہیں، سرسبز پہاڑ۔ بہتا ہوا صاف و شفاف پانی، صاف و شفاف ہوا قابل تعریف ہے۔

بونی کے علاوہ اس وادی میں چترون، کوراغ، شوگرام اور برنس کے گاؤں اور مقامات

سارے کے سارے حسن و جمیل ہیں اور دیکھنے سے تعلق رکھتے ہیں یہ علاقے مرغابیوں اور دیگر پرندوں کے شکار کے لیے بہت شہرت رکھتے ہیں اور ان وادیوں میں ہی دریائے موڑ کھو اور دریائے مستوج کا ایک بہترین سنگم موجود ہے۔ جو پھر ان علاقوں سے چترال خاص کی طرف اپنا رخ تبدیل کر دیتے ہیں۔

یہ پوری وادی ان لوگوں کے لیے جو پیدل تھوڑا بہت گھوم گھام سکتے ہیں اور جو مختلف فطری مناظر سے لطف اندوز ہو جانا پسند کرتے ہیں جو سکون کے متلاشی ہیں۔ جو شور وغل سے دور زندگی کے چند لمحے بڑے اطمینان کے ساتھ گذارنا چاہتے ہیں۔ یقیناً ان کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ شہر کے ہنگاموں سے باہر ان جیسی پر سکون اور صحت افزا وادیوں کا رخ کریں۔ وہاں ان کو اطمینان اور سرور ملے گا۔

اگر چہ یہ وادیاں خاص شہر سے کافی دور واقع ہیں۔ لیکن یاد رہے کہ چترال کے کسی بھی علاقے میں پریشانی اور گھبراہٹ کی کوئی بھی وجہ نہیں یہاں کے لوگ سارے کے سارے پر امن اور انسان دوست ہیں۔ مہمان کو سیاح نہیں مہمان سمجھا جاتا ہے اور ہر مشکل میں ان کی مدد کرنا اور ان کے ساتھ تعاون کرنا اپنا اخلاقی فرض سمجھتے ہیں۔ اس لیے ان علاقوں میں آپ جس وقت چاہیں جا سکتے ہیں۔ تاکہ سیر و تفریح کے ساتھ ساتھ آپ ان دور دراز کے علاقوں اور ان کے باسیوں کے بارے میں بنیادی معلومات حاصل کر سکیں۔

شندور پولو ٹورنامنٹ

چار ہزار میٹر کی بلندی پر واقع درہ شندور دنیا کے خوبصورت ترین مقامات میں سے ایک ہے۔ سر سبز پہاڑوں کے پس منظر میں برف پوش چوٹیوں سے گھرے سلسلہ کوہ کے درمیان یہ وادی موسم گرما میں خوش گوار ہواؤں اور پھولوں اور پھلوں کی خوشبوؤں سے مہک رہی ہوتی ہے۔ پولو ٹورنامنٹ کی وجہ سے یہاں کی رونقیں اپنے عروج پر ہوتی ہیں پورے علاقے میں ایک میلے کا سماں ہوتا ہے کیونکہ اس موقع پر صرف پولو ٹورنامنٹ ہی منعقد نہیں ہوتا بلکہ گولف ٹورنامنٹ بھی ہوتا ہے۔ جو دنیا کے بلند ترین گولف گراؤنڈ میں کھیلا جاتا ہے علاوہ ازیں ٹراؤٹ مچھلی کے شکار کے مقابلے اور قرب و جوار کے علاقوں پھنڈر اور مستوج میں ٹریکنگ اور کوئی پیمائی کی مہم جوئی

سے پر سر گرمیاں اور گھڑ سواری سیاحوں کے لیے اضافی دلچسپی کے سامان مہیا کرتی ہیں۔

مقامی باشندے اپنے روایتی ، رنگا رنگ لباسوں میں خوشی سے کھیلتے ، چلتے پھرتے نظر آتے ہیں لوک موسیقی کی دھنوں اور بلتستان کے لوک رقص ماحول کو اور راستوں کو رنگین اور نشاط انگیز بنا دیتے ہیں۔ پولو گراؤنڈ آس پاس اور راستوں میں گلگت اور چترال کی مقامی دستکاری کے دلکش نمونے سیاحوں کے لیے کشش کا باعث ہوتے ہیں۔ جشن شندور کے موقع پر مقامی انتظامیہ، ٹورازم ڈویلپمنٹ کارپوریشن کے تعاون سے سیاحوں کی سہولت کے لیے خاص اہتمام کرتی ہے۔ اس موقع پر سیاحوں کا گاؤں آباد کیا جاتا ہے اور ماؤنٹین ریستوران قائم کیا جاتا ہے۔ ماحول اس قدر بے تکلف ہوتا ہے۔ کہ سیاح مقامی باشندوں میں گھل مل جاتے ہیں دنیا کا سب سے خوبصورت اور سب سے بلند پولو گراؤنڈ پاکستان میں واقع ہے۔

یہ دنیا کا بلند ترین پولو گراؤنڈ ہے۔ جس کا فاصلہ گلگت سے 211 میل اور چترال سے 147 میل ہے اور جس کی بلندی سطح سمندر سے 12500 فٹ ہے۔ شندور تقریباً 20 مربع کلومیٹر پر محیط ہے۔ جس میں 5 کلومیٹر میں دو بڑی جھلیں واقع ہیں۔ ان جھیلوں کو مس چھت چاند جھیل اور لٹ چھٹ بڑی جھیل کہتے ہیں۔ یہ ایک قدرتی سٹیڈیم ہے۔ جہاں قدرتی ٹیلے بطور نشت گائیں استعمال کیے جاتے ہیں اسی ٹورنامنٹ میں پاکستان کی وزیر اعظم 1989ء میں خود گئی تھیں اور ان کے اعلان کے مطابق یہ ٹورنامنٹ ہر سال 8 اور 10 جولائی تک منعقد کیا جاتا ہے۔

ان علاقوں میں پولو کا کھیل اپنی قدیم اور اصل شکل میں کھیلا جاتا ہے۔ صدیوں سے یہ کھیل پہاڑوں کے ان سخت کوش باشندوں کا محبوب کھیل ہے۔ جس میں انہیں اپنی جواں مردی، مہارت اور چستی کے جوہر دکھانے کا موقع ملتا ہے۔

شندور میں پہلا ٹورنامنٹ 1936ء میں کھیلا گیا۔ اس زمانے میں یہاں پولو کا کھیل قمری مہینے کی چودھویں رات کو پورے چاند کی روشنی میں کھیلا جاتا تھا۔ شندور پولو ٹورنامنٹ میں حصہ لینے کے لیے گلگت اور چترال کے سینکڑوں باشندے شندور آتے ہیں۔ باہر سے آنے والے سیاحوں کی تعداد اس کے علاوہ ہوتی ہے۔ شندور میں اور اس کے آس پاس شفاف پانی بہنے کی آواز، جنگل میں منظر موسیقی کی طرح سنائی دیتی ہے۔ یہاں قرب و جوار

کی جھیلوں میں اور نالوں میں ٹراوٹ مچھلی کا شکار کیا جا سکتا ہے۔

شندور کیسے پہنچا جائے

شندور جانے کے لیے سب سے پہلے چترال یا گلگت پہنچنا ہوتا ہے۔ گلگت کے لیے پی آئی کی پرواز اسلام آباد سے اور چترال کے لیے پشاور ائیر پورٹ سے دستیاب ہوتی ہے۔ اگر بذریعہ سڑک جانا چاہیں تو گلگت کے لیے پنڈی اسلام آباد سے ویگن یا کوچ دستیاب ہو جاتی ہے۔ جو شاہراہ ریشم پر سفر کرتی ہے اور ایک رات بشام میں قیام کے بعد اگلے دن گلگت پہنچا دیتی ہے۔ چترال جانے کے لیے ویگن یا کوچ پشاور اور اسلام آباد دونوں جگہوں سے حاصل کی جا سکتی ہے۔ اس راستے پر دیر اور درہ لواری سے گزر کر چترال پہنچا جا سکتا ہے۔

گلگت اور چترال سے شندور تک کا راستہ قدرتی مناظر سے بھرپور ہے، چترال سے شندور جانے والے سیاحوں کے راستے میں مستوج ایک ایسا دلکش مقام ہے جہاں انہیں مختصر قیام کرنا چاہیے۔ اسی طرح گلگت سے شندور جانے والے سیاح گوپس یا پھنڈر کے قصبے میں قیام کر سکتے ہیں۔

شندور میں قیام

شندور میں رات کے قیام کے لیے ہوٹل وغیرہ نہیں ہیں۔ جشن کے دنوں میں یہاں خیموں کی رہائش گاہ کرائے پر دستیاب ہوتی ہے۔ لیکن اس کے لیے ضروری ہے کہ آپ گلگت یا چترال سے کسی سیاحتی ادارے کے ذریعے آئیں۔ اگر آپ اپنے طور پر جا رہے ہیں تو اپنے لیے خیمے کا بندوبست خود کرنا ہوگا۔ اسی طرح کھانے کا سامان بھی گلگت یا چترال سے ساتھ لے کر جانا ہوگا۔ کیونکہ شندور میں ریستوران اور بازار نہیں ہیں۔

موسم

شندور کا موسم بہت زیادہ سرد ہوتا ہے اس لیے سیاحوں کو اپنے ساتھ خاص تعداد میں گرم کپڑے اور سونے کے لیے سلیپنگ بیگ ساتھ لے جانا چاہیے۔ ٹھنڈی اور سرد ہواؤں کی وجہ سے بدن اور چہرہ کافی متاثر ہو سکتا ہے اس لیے اس کے لیے مناسب کریم ساتھ رکھنا ضروری ہے۔

مزید ہدایات

اگر چترال بازار میں ہی شندور والی پارٹی سے بات کی جائے تو وہ آپ کی پوری رہنمائی بھی کرے گی۔ سامان اور دیگر اشیاء جو وہ فراہم نہیں کر سکتے کے بارے میں ہدایات دینگے اور وہ کچھ جو وہ آپ کو قیام کے دوران مہیا کر سکتے ہیں کے بارے میں بھی بتا دینگے۔ آپ آنے، جانے ٹھہرنے یعنی قیام وطعام وغیرہ کے بارے میں ان کے ساتھ مطلوبہ رقم پہلے سے طے کریں۔

اہم معلومات

دریا: ویسے تو چترال میں کئی مقامی دریا اور نالے ہیں۔ لیکن سب سے بڑا دریا، دریائے چترال کہلاتا ہے۔ جو چترال، افغانستان اور پاکستان تینوں جگہوں میں جدا، جدا نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس دریا کے نام شمال مشرق میں چیارتار گلیشر ہے اور اس طرح یہ ایک مقامی دریا ہے۔ کیونکہ باہر غیر ملک کے کسی حصے میں سے نہیں نکلتا۔ اس دریا کے بڑے بڑے معاون، لاس پور، تورکھو، لولٹ کوہ کے دریا ہیں۔ دریائے چترال چترال کے جنوب میں ارندو کے مقام پر مملکت افغانستان میں داخل ہوتا ہے۔ جہاں دریائے کونٹر کہلاتا ہے۔ پھر یہی دریا، افغانستان کے دیگر دریاؤں خصوصاً دریائے کونڑ کے ساتھ مل کر پاکستان کے اندر مہمند ایجنسی اور چارسدہ سے ہوتے ہوئے خیر آباد اٹک کے مقام پر دریائے سندھ سے آملتا ہے۔ اسی دریا پر پشاور کے قریب ورسک کے مقام پر مشہور ورسک ڈیم بنایا گیا ہے۔

جھیلیں: چترال میں کئی چھوٹی بڑی اور کچھ خشک جھیلیں واقع ہیں لیکن ان میں سے دو زیادہ شہرت کی حامل جھیلیں ہیں۔

شندور جھیل: یہ جھیل جس کی لمبائی تین میل اور چوڑائی ایک میل ہے اور جو نایاب پرندوں کی آماجگاہ ہے اور نہایت ٹھنڈے اور صاف وشفاف پانی کی جھیل ہے۔ شندور وہی مشہور جگہ ہے۔ جہاں پولوٹورنامنٹ منعقد کیا جاتا ہے۔ اس جھیل کی کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا پانی جھیل ہی کے اندر رہتا ہے باہر نہیں بہتا۔

جھیل قرم برہ: یہ مشہور جھیل جس کی لمبائی 2 میل اور چوڑائی ایک میل ہے۔ مشہور درہ

بروغیل میں واقع ہے۔ یہ بھی نہایت صاف وشفاف پانی کا ایک بہت بڑا ذخیرہ رکھنے والی جھیل ہے۔ اس جھیل کا پانی جھیل سے باہر نکل کر بہتا ہے۔ لیکن چترال کے بجائے اس کا پانی گلگت کی طرف بہتا ہے اور آخر کار جاتے جاتے دریائے گلگت کے ساتھ مل جاتا ہے۔

مشہور پہاڑی درے

نام	اونچائی
شندو	12205
چمبرکن	14500
تھوتی	14700
دارکوت	15000
بروغیل	12260
کان کون	12800
دوارہ	14800

جنگلات اور جنگلی حیات

چترال کا اکثر علاقہ ایک پہاڑی علاقہ ہے اس لیے قدرتی طور پر اس میں کافی حد تک جنگلات پائے جاتے ہیں۔ جنگلات کے لیے وادی کافرستان خصوصی شہرت رکھتی ہے۔ درختوں میں بہت بڑے اور بڑے قدیمی درخت پائے جاتے ہیں۔ بڑے بڑے درختوں میں شاہ بلوط، دیار، بید، صنوبر، بھوج پتر وغیرہ کے درخت زیادہ مشہور ہیں۔

ان جنگلات میں درختوں کے علاوہ کافی مقدار میں ادویاتی جڑی بوٹی پائی جاتی ہیں جن میں کچھ مقامی طور پر علاج معالجے کے لیے استعمال کی جاتی ہیں۔ اور کچھ چترال سے باہر بھیجی جاتی ہیں۔

ان کے علاوہ ان جنگلوں میں جنگلی حیات کی فراوانی ہے اور ان میں ایسے جانور بھی پائے جاتے ہیں۔ جن کی نسل دوسری جگہوں سے معدم ہوگئی ہے یا معدوم ہوتی جا رہی ہے۔ ان میں زیادہ تر مارخور، برفانی چیتے، ریچھ، کالے ریچھ، بندر وغیرہ مشہور ہیں۔

ان کے علاوہ اس علاقے میں پرندوں کی بھی کافی بہتات ہے۔ دیگر پرندوں کے علاوہ اس

علاقے میں تیتر، چکور اور خاص کر مرغ زرین زیادہ شہرت کے حامل ہیں۔

قدیم انسان: چونکہ یہ علاقہ بلند و بالا اور برف پوش پہاڑوں پر مشتمل ہے اس لیے باہر کے ماہرین یہاں کی مختلف چیزوں پر تحقیق کرنے آتے ہیں۔ یہاں پر ایک ٹیم کو قدیم انسان yeti کے پاؤں کے نشانات بھی ملے تھے۔ جو بھلے مانس قسم کا بتایا جاتا ہے۔

رسم و رواج

اگرچہ دیگر پہاڑی علاقوں کی طرح چترال کے باسی بھی کچھ مخصوص رسم و رواج رکھتے ہیں اور جو تعداد میں بھی بہت زیادہ ہیں۔ یہاں اشارتاً کچھ کا ذکر کیا جاتا ہے۔

کاشت کے لیے تخم: جب فصلوں کی کاشت کے موسم میں گھر سے پہلے دن کا تخم باہر نکال کر کھیت میں بویا جاتا ہے۔ تو اس روز گھر میں کسی بیرونی عورت کو اندر آنے نہیں دیا جاتا۔ گھر میں ایک رسم یوں ادا کی جاتی ہے کہ ایک قسم کا حلوہ بنایا جاتا ہے پھر کافی مقدار میں دودھ اور روٹیاں کھیت میں بھیج دی جاتی ہیں۔ اگر ایک طرف سارے کام کرنے والوں اور پڑوسیوں کو یہ خاص کھانا کھلایا جاتا ہے۔ تو دوسری طرف یہ خصوصی کھانا رشتہ داروں، بیٹیوں وغیرہ کے گھروں میں بھی بھیجا جاتا ہے۔

چراگاہ: جب گرمی کا موسم آتا ہے۔ تو بھیڑ، بکریوں کے ریوڑ اور دیگر مال مویشیوں کو اوپر کی پہاڑی چراگاہوں ہی بھیجا جاتا ہے۔ کیونکہ نچلے علاقوں میں اگر ایک طرف گرمی زیادہ پڑتی ہے تو دوسری طرف ہری بھری گھاس اور چارہ ختم ہو جاتا ہے اور پہاڑ چونکہ سدا بہار ہوتے ہیں اور ہر وقت ہرے بھرے رہتے ہیں جہاں چارے اور پانی کی فراوانی ہوتی ہے۔ جس میں چرنے کی وجہ سے اگر ایک طرف دودھ دینے والے جانور دودھ زیادہ دیتے ہیں۔ تو دوسری طرف خوب تنومند ہو جاتے ہیں۔ تو اس موقع پر مال مویشی کی زرخیزی اور بخیر و عافیت واپس گھر آنے کی خاطر چراگاہوں پر ایک تہوار ہوتا ہے۔ جہاں اگر ایک طرف لذیز اور روایتی کھانے تیار کیے جاتے ہیں تو دوسری طرف یہاں مختلف قسم کے روایتی کھیلوں مثلاً پولو، رسہ کشی، پتھر پھینکنا، کشتی وغیرہ کا سماں بھی ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ مختلف کھلے میدانوں میں بڑے الاؤ جلائے جاتے ہیں۔ اور اس آگ کی روشنی میں ناچ گانے کی محفل

گرم رکھی جاتی ہے۔ جس کے دیکھنے اور جس میں شرکت کرنے کے لیے سارے گاؤں کے چھوٹے بڑے جمع ہو جاتے ہیں۔

دلہن کی رخصتی : چترال میں لڑکی کو شادی کا جوڑا شادی کے روز نہیں پہنایا جاتا بلکہ شادی سے تقریباً تین دن پہلے پہنایا جاتا ہے۔ ایسا کرنے کی وجہ یہ ہے کہ دلہن اسی جوڑے میں دیگر سہیلیوں کے ساتھ اپنے عزیز واقارب سے ملنے جاتی ہے اور اسی موقع پر رشتہ دار اس کو مختلف قسم کے کپڑے اور دیگر تحفے تحائف دیتے ہیں۔ پھر دلہن گھر واپس آتی ہے اور شادی کی تیاری شروع ہو جاتی ہے۔ جب بارات آ جاتی ہے تو رخصتی سے پہلے دلہن کو تین بار گھر کی انگیٹھی کے گرد چکر لگانے کو کہا جاتا ہے۔ اس موقع پر آگ جلائی جاتی ہے اور آگ اور انگیٹھی پر ہاتھ کے اشارے سے طواف کر کے دلہن گھر سے نکلتی ہے بڑے بوڑھے اور مذہبی بزرگ دعائیں پڑھتے ہیں اور دلہن کے کندھے پر دو انگلیوں سے آٹا چھڑکتے ہیں۔ اگرچہ باقی تمام لوگ دلہن کے ساتھ گھر سے باہر آتے ہیں۔ لیکن دلہن کی ماں بیٹی کے ساتھ گھر سے باہر نہیں نکلتی۔ اس وقت دلہا گھر کے برآمدے میں موجود ہوتا ہے۔ اور وہ اسی برآمدے سے واپس جاتا ہے۔

جب سسرال کے گھر پہنچ کر دلہن گھوڑے سے اترتی ہے اور شوہر کے گھر کے اندر جاتی ہے تو دروازے پر ساس آٹے ہفت ہیکل اور قرآن پاک ہاتھوں میں لے کر اس کا استقبال کرتی ہے۔ دلہن کے لیے خصوصی طور پر تیار کردہ خوراک جو مکھن، پنیر اور روٹی پر مشتمل ہوتی ہے لائی جاتی ہے دلہن کے ساتھ دلہا بھی کھانا کھانا شروع کرتا ہے۔ دونوں میں سے جو بھی پہلے نوالہ بنائے گا۔ اسے عمر بھر غالب سمجھا جاتا ہے۔ دوسرے روز دلہن کو خانہ داری کے کام سپرد کرنے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ آس پاس کی رشتہ دار اور محلے کی خواتین جمع ہوتی ہیں۔ دلہا میاں کو لا کر بٹھایا جاتا ہے۔ اب نئی دلہن روٹی بنا کر توے پر ڈالتی ہے۔ دلہا کے ذمے اسے الٹ پلٹ کرنا ہوتا ہے۔ خاص روٹی توے پر ڈالنا بھی مشکل کام ہے۔ تو اسے الٹ پلٹ کرنا اس سے زیادہ مشکل کام ہوتا ہے۔ دونوں کے درمیان اپنے فن کا مظاہرہ شروع ہو جاتا ہے۔ کچھ خواتین دلہن کی اور کچھ دلہا کی مدد کرتی ہیں۔ باقی خواتین تماشہ کرتی جاتی ہیں۔ اسی موقعہ پر دلہا اور دلہن کے درمیان بات چیت کا دروازہ کھلتا ہے اور وہ ایک دوسرے

پر مختلف قسم کے مزاحیہ جملے کستے ہیں۔

اس کے بعد دلہن کو اس کے کمرے کی چابی دینے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ اس موقعہ پر میٹھی چیزوں اور دودھ کا وافر استعمال کیا جاتا ہے۔

بچے کی پیدائش اور اس کا نام رکھنا: جس طرح کہ عام مشرقی معاشروں میں بیٹے کو بیٹی پر فوقیت دی جاتی ہے اس طرح چترال میں بھی بیٹے کی پیدائش پر خوشیاں منائی جاتی ہیں اور بچے کی پیدائش خاندان کے لیے ہر قسم کی خوشحالی کا باعث سمجھا جاتا ہے۔ اس موقع پر مختلف قسم کی خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ بندوقیں داغی جاتی ہیں۔ کھیل کود اور خصوصاً بہترین نشانہ بازی کے مقابلے منعقد کیے جاتے ہیں۔ تمام عزیز واقارب نومولود کے گھر میں جمع ہوتے ہیں اور آس پاس کے بچے گھر میں بلائے جاتے ہیں۔ ان کے لیے خصوصی کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ اور ان کو خوب کھلایا پلایا جاتا ہے۔ کھانا کھانے کے بعد بچوں کو نومولود کے لیے تجویز کردہ نام بتایا جاتا ہے۔ بچے بلند آواز سے خصوصی دعا مانگتے ہیں اور نومولود کا نام پکار کر اس کے لیے خیر و برکت اور طول عمر کی دعائیں مانگتے ہیں۔ اور اس شور شرابہ کے ساتھ گھر سے باہر چلے جاتے ہیں۔ بچے کی پیدائش پر سات روز تک رشتہ دار خواتین زچہ کے ہاں رات گذارتی ہے۔ بچے کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ اسے ڈر، خوف، نظر بد اور جنات سے بچانے کے لیے اس کے سرہانے تلوار، درانتی اور بندوق رکھی جاتی ہے۔

گھر اور طرز تعمیر: چترال کے روایتی طرز تعمیر اور رہن سہن کے طور طریقہ آس پاس کے دیگر علاقوں سے کچھ منفرد ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ چترال میں ہموار زمین کی کمی ہے اس لیے دو منزلہ اور سہ منزلہ گھروں کو فوقیت دی جاتی ہے۔ گھر میں مختلف اشیاء کے قرینہ سے رکھنے کے لیے مختلف قسم کے طاقچے بنائے جاتے ہیں۔ جس پر مٹی کا لیپ کیا جاتا ہے اور پھر خواتین اس پر بہتر گل و بوٹے بناتی ہیں۔ اس کام میں خواتین بڑی مہارت رکھتی ہیں۔ دیواروں پر مختلف قسم کے بیل بوٹوں کے علاوہ مختلف قسم کے جانوروں اور پرندوں کی تصاویر بنائی جاتی ہیں۔

اگرچہ مکانات چھوٹے ہی ہوتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود ہر گھر میں کوئی نہ کوئی باغیچہ بنایا جاتا ہے۔ جس میں خوشنما پھول اُگائے جاتے ہیں۔ جس سے ان لوگوں کی نفاست اور

اعلیٰ ذوقی کا پتہ چلتا ہے۔

موسیقی: چترال کے لوگ بڑے زندہ دل لوگ ہیں۔ اس بے ان کی مقامی موسیقی بڑی دلچسپ ہوتی ہے۔ اگر چہ ان کی موسیقی کے آلہ جات بڑے مختصر ہوتے ہیں جو کہ شہنائی، ڈھول، دف اور بانسری وغیرہ پر مشتمل ہوتے ہیں۔ لیکن ان کے ساز میٹھے اور سریلے ہوتے ہیں اور ان کی چترالی ستار تو دنیا بھر میں شہرت رکھتی ہے۔

دستکاری: روایتی اور نفاست بھری دستکاری میں چترال ایک خاص نام اور مقام رکھتا ہے۔ ان کی گھریلو صنعتیں بھی کافی شہرت رکھتی ہیں۔ چترال میں شہد کی مکھی پالنا ریشم کے کیڑے پالنا، بارود تیار کرنا، رسی وغیرہ بنانا، چمڑے، لوہے اور مٹی کی اشیاء تیار کرنا ان کے خاص گھریلو پیشے ہیں۔

لکڑی کا کام: چونکہ ان علاقوں میں جنگلات زیادہ ہوتے ہیں اور لکڑی بڑی مقدار میں دستیاب ہوتی ہے۔ اس لیے ان میں لکڑی کندہ کاری، نقش و نگار اور بیل بوٹے بنانے کا کام بہت اہمیت رکھتا ہے۔ یہ کام عام گھروں میں، بیٹھکوں میں، مسجدوں میں لکڑی کی ستونوں، دروازوں، الماریوں اور صندوقوں پر سجایا جاتا ہے۔

جو بڑے خصوبصورت اور جاذب نظر ہوتے ہیں۔ چترال کے ہنرمند افراد اس میں خصوصی تربیت اور مقام رکھتے ہیں۔ اگر چہ یہ ہنرمند ان پڑھ ہوتے ہیں۔ لیکن ان کا حافظہ غضب کا تیز ہوتا ہے۔ ہر قسم کے ڈیزائن ان کو زبانی یاد ہوتے ہیں۔ وہ بے شمار قسم کے ڈیزائن جانتے ہیں۔ لیکن کسی ایک میں بھی کبھی نہیں چوکتے۔ اس لیے ان کی تمام عمارت بڑی خوبصورت اور بڑی بارونق ہوتی ہے۔ ان کے گھروں کے اندر جا کر اس فن کا لطف اٹھایا جاسکتا ہے۔ ان فن پاروں کے بہترین نمونے نوابان چترال کے محلات اور قلعہ جات میں دیکھے جاسکتے ہیں۔

اونی پٹی: چترال کی اونی پٹی اپنی نفاست اور زیبائش کی وجہ سے ملک بھر میں شہرت رکھتی ہیں۔ یہ چترال کی مخصوص اور بہت مشہور دستکاری ہے۔ جس سے کافی لوگوں کی روزی روٹی کا رشتہ وابسطہ ہے۔ اس مخصوص پٹی کا مخصوص اور باریک دھاگہ خواتین چرخوں پر تیار کرتی ہیں۔ اس کے بعد جب کھڈی پر کپڑا چڑھانا ہوتا ہے۔ تو وہ بھی خواتین کر لیتی ہیں۔ کھڈی کی تیاری

کے بعد مرد اس کی بنائی کا کام شروع کر دیتا ہے۔ کپڑے کو مختلف رنگوں میں تیار کیا جاتا ہے۔ جس کے لیے مختلف رنگ کی اون کو باہم ملایا جاتا ہے۔ رنگ پختہ کرنے کے لیے بھی قدرتی چیزوں کو استعمال میں لایا جاتا ہے۔ کبھی درختوں کے چھالوں کو اور کبھی اخروٹ کے تازہ چھلکوں کو استعمال کیا جاتا ہے۔

لکڑی کے ظروف: عام سلور اور سٹیل کے کھانے پینے کے اوزار کے بجائے چترال میں لکڑی سے بہت سی چیزیں بنائی جاتی ہیں۔ جس میں ہر قسم کی چیزیں شامل ہوتی ہیں۔ کھانے میں استعمال ہونے والے چمچے اور کھانا پکانے کے چمچے ان کے بڑے نفیس اور ہلکے ہوتے ہیں اور ان کو جراثیم وغیرہ لگنے کا خطرہ بھی نہیں ہوتا اور نہ اس میں کوئی زہریلا مادہ پیدا ہونے کا ڈر ہوتا ہے۔ ان چیزوں کے علاوہ لگن، ڈونگے، پیالے، بانی وغیرہ بھی بنائی جاتی ہیں۔

کشیدہ کاری: کشیدہ کاری کا فن چترال میں بڑا قدیم فن ہے اور خصوصی مہارت سے بنائی ہوئی چیزیں خصوصی اہمیت کی حامل ہیں۔ چترال میں روایتی طور پر بیٹی کی ہنرمندی ذہانت اور صلاحیت کا سب سے بڑا امتحان کشیدہ کاری میں اس کی مہارت ہے۔ اور گھریلو خواتین کی خوبیوں میں کشد یہ کاری کے ہنر کو بہت بڑی خوبی تصور کیا جاتا ہے۔ یہ ہنرمند خواتین مختلف قسم کی ٹوپیاں، گلوبند، چادریں، میز پوش، چادریں، پن پوش، چائے پوش، ٹی کوزی، رومال، گلے اور آستیوں کے ٹکڑے، پرس، گھڑی کے چین اور گڑیاں بناتی ہیں۔

اس لیے شادی کے موقع پر دلہن کے لیے بطور جہیز جو جوڑا دیا جاتا ہے۔ یقیناً وہ بڑا نفیس، ملائم اور قابل دید ہوتا ہے۔ جس پر کشیدہ کاری کی حد کی جاتی ہے۔ جس میں بڑے نفیس قسم کے اور رنگدار دھاگے استعمال کئے جاتے ہیں اور اس کی گلکاری نہایت خوبصورت ہوتی ہے یقیناً اس پر بہت خرچ بھی کیا جاتا ہے۔ ماہر کاریگر اپنی فن کاری کی وجہ سے اسے اتنا جاذب نظر بنا دیتا ہے۔ اتنا نفیس بنا کے تیار کرتا ہے۔ کہ آج کی مشینی دور میں کہ ہر طرف ہر قسم کے بہترین سلے ہوئے اور غیر سلے ہوئے ملبوسات مل جاتے ہیں۔ لیکن یہ روایتی جوڑا جو مقامی انداز، مقامی چاہت اور مقامی فنکاری کو مدنظر رکھ کر بنایا جاتا ہے۔ آج بھی گذشتہ دور کی طرح بڑا مقبول اور اور بہت زیادہ پسند کیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ اس روایتی جوڑے کے بغیر شادی کی رونق پھیکی پڑ جاتی ہے۔

لوک علاج: چونکہ دور دراز کے پہاڑی علاقوں میں جدید علاج کی سہولیات آج بھی ناپید ہیں اس سے پہاڑوں کے باسی اپنی روایتی اور لوک علاج کے طور طریقوں کو جاری و ساری رکھے ہوئے ہیں۔ دوسرا یہ کہ یہ پہاڑی علاقے مختلف بہترین اور کار آمد جڑی بوٹیوں سے لبریز ہوتے ہیں۔ اس لیے یہاں کے لوگ ان جڑی بوٹیوں اور ہاتھ کی ہنر مندی اور دم درود سے کام لیتے ہیں۔

نظر بد: کوئی پریشان حال رہتا ہے اور ہر وقت کچھ سست اور بیمار سار رہتا ہے تو عام لوگوں کا خیال ہوتا ہے۔ کہ اسے کسی کی نظر بد لگی ہے۔ اس لیے مختلف جڑی بوٹوں کے بیج جمع کر کے آگ پر ڈالتے ہیں اور اس کی دھونی مریض کو دیدتے ہیں۔ اس طرح اس کی بدنظری اتر جاتی ہے۔

زخموں کا علاج: کسی کو کسی بھی قسم کا زخم لگ جائے تو پیاز کو آگ پر رکھ کر اس سے تیل نکالتے ہیں اور اس گرم پیاز کے ساتھ اس تیل کو ملا کر زخم پر رکھا جاتا ہے۔

ناف ٹلنا: بہت سی بیماریوں کو ناف ٹلنے سے منسوب کرتے ہیں۔ اس لیے پہلے پیٹ کو سرسوں کے تیل سے مالش کیا جاتا ہے۔ پھر پیٹ کو ہاتھوں سے دبایا جاتا ہے اور ناف کو دو انگلیوں میں پکڑ کر تھوڑا سا اوپر کو اٹھاتے ہیں۔ اس طرح ناف اپنی اصلی حالت پر آ جاتا ہے اور مریض ٹھیک ہو جاتا ہے۔

جوڑوں کا درد: کوئی جوڑوں کے درد میں مبتلا ہو جائے۔ تو ایک خاص دایہ کو بلایا جاتا ہے۔ وہ رکھ میں درانتی کا منہ رکھ دیتا ہے۔ پھر اٹھا کر درد والی جگہ پر آہستہ آہستہ مارتا ہے اس طرح وہ درد ٹھیک ہو جاتا ہے۔

دانتوں کا درد: کسی کے دانتوں میں درد ہو، یا مسوڑھوں میں تکلیف ہو، تو زیتون کے پتے توڑے جاتے ہیں۔ انھیں پانی میں خوب جوش دیا جاتا ہے۔ پھر نیچے اتار کو نیم گرم حالت میں اسے منہ میں لے لیتے ہیں۔ جب منہ کے اندر پانی ٹھنڈا ہو جاتا ہے تو تھوک دیا جاتا ہے اور پھر تازہ پانی لے لیا جاتا ہے۔ چند بار ایسا کرنے سے دانت بالکل ٹھیک ہو جاتے اور پھر مسوڑھوں کی تکلیف بھی ختم ہو جاتی ہے۔

چترال میں کئی مقامی کھیلوں مثلاً دوڑ، رسہ کشی، غلیل سے نشانہ بازی دریا میں تیراکی وغیرہ

کے علاوہ یہاں کا مشہور اور روایتی کھیل پولو ہے یہ مقامی طور پر کھیلا جاتا ہے۔ اور اپنے فری سٹائل کی وجہ سے بڑا مقبول اور قابل دید ہوتا ہے۔

یہ سال میں دو مرتبہ بڑے جوش و خروش سے بطور ٹورنامنٹ منعقد کیا جاتا ہے یہ جون اور ستمبر کے مہینوں میں چترال کے شاہی گراؤنڈ میں کھیلا جاتا ہے جو ہفتہ عشرہ تک جاری رہتا ہے۔ ان مقابلوں میں چترال سے باہر کی ٹیمیں بھی حصہ لیتی ہیں اور گرم موسیقی کے ساتھ ساتھ بڑا جشن برپا کیا جاتا ہے۔

سنو ہاکی: یہ کھیل صرف کافرستان کے علاقے میں موسم سرما میں کھیلا جاتا ہے موسم سرما میں زیادہ برفباری ہونے کے بعد جب سب کچھ برف سے ڈھک جاتا ہے تو گاؤں کے درمیان بڑے سخت مقابلے کیے جاتے ہیں۔ لیکن اس میں زیادہ تر مشہور ٹیمیں صوبہ نورستان، افغانستان سے ہجرت کرنے والے شیخان دہ کے شیخ اور مقامی کالاش لوگوں کی ہوتی ہیں۔ کھیل شروع کرنے سے پہلے ایک بیل کی شرط رکھی جاتی ہے۔ یعنی کہ جو ٹیم ہار جائے وہ بطور ہار ایک تگڑا بیل ذبح کرنے کے لیے دے گی۔ جو ہارنے والے اور جیتنے والے اور دیگر تماش بین مل کر کھائیں گے۔

یہ کھیل صرف برف پر کھیلا جاتا ہے۔ جیتنے کے لیے یہ شرط رکھی جاتی ہے۔ کہ جو بھی ٹیم پہلے بارہ گول کرنے میں کامیاب ہو جائے گی۔ وہ جیت جائے گی۔ دونوں طرف دونوں گاؤں کے لوگ شور و غوغا کے ساتھ کھڑے اپنی اپنی ٹیموں کو شاباش اور داد دیتے جاتے ہیں اور اس طرح ان کا حوصلہ بلند کرتے رہتے ہیں۔ اس کھیل کے لیے کوئی بھی مقرر وقت نہیں ہوتا۔ اس کا دارومدار برفباری پر ہوتا ہے۔ جونہی زیادہ برف گرتی اور پورا علاقہ برف سے ڈھک جاتا ہے تو اس طرح ایک قدرتی گراؤنڈ خود بخود تیار ہو جاتا ہے۔ جو کھیل کھیلنے کے لیے بڑا موزوں اور مناسب ہوتا ہے۔

کافرستان کیسے پہنچا جائے

چترال سے پورا پورا لطف اٹھانے کے بعد آپ ویگن اڈہ میں معلومات حاصل کریں۔ کہ گاڑی بہ آسانی ملتی ہے۔ یا نہیں ملتی۔ یا آپ سواری کے حساب سے جائینگے۔ یا آپ کو بکنگ کرنا پڑے گی۔

کافرستان جانے کے لیے اچھا اور آسان طریقہ یہ ہوگا کہ چترال کے اڈہ ہی سے کافرستان کے لیے گاڑی بک کرائی جائے اس کا طریقہ یہ ہے کہ بہت سے سیاح ادھر ادھر سواری کے انتظار میں ہوتے ہیں۔ ایک گاڑی سے بات کی جائے اور سیاحوں کو اکھٹا کر لیا جائے پھر گاڑی والے سے بات کی جائے کہ ہمیں تینوں وادیوں میں لے جانا ہوگا۔ آپ ان تین وادیوں میں سے کسی ایک وادی میں ٹھہرنے کا پروگرام بنا لیں۔ باقی وادیوں میں تھوڑا تھوڑا گھوم پھر کر اسی وادی کو روانہ ہو جائیں جہاں ٹھہرنے کا ارادہ ہو۔ گاڑی آپ کو اسی وادی میں چھوڑ کر آئے گی۔ پھر جتنے دن تک آپ وہاں ٹھہرنا چاہتے ہیں، ٹھہریں اور جونہی کوئی گاڑی اسی وادی میں دوسرے مسافروں کو لے کر آئے گی۔ آپ اس کے ذریعے ایون یا چترال خاص واپس آ جائیں۔ یا جس گاڑی نے آپ کو وہاں پہنچایا ہو آپ اس کو اپنا وقت اور واپسی کی تاریخ دے دیں۔ اس سے کرایہ کی بات پکی کریں وہ آپ کو واپس لے جانے کے لیے بھی آ جائے گی۔ پریشانی کی کوئی بات نہیں گاڑیاں آتی جاتی ہیں۔ اگر اپنی ذاتی گاڑی پاس ہو تو زیادہ بہتر ہے۔ لیکن چونکہ وہاں کی سڑکیں بڑی تنگ اور کچی ہیں۔ اس لیے بڑی احتیاط کے ساتھ چلائیں۔ ایسا بھی ممکن ہے کہ آپ کسی ایک وادی میں جا کر ٹھہریں اور جب بھی کوئی گاڑی آ جائے تو آپ اس کے ساتھ کسی دوسری وادی میں جانے اور آنے کی بات کریں۔ ان سے کہیں کہ آپ شام تک ہمارے ساتھ وہیں پر ہوں گے۔ وہ آپ کو شام تک واپس اپنی قیام گاہ تک لے آئے گا۔

بہتر بات یہ بھی ہے کہ آپ مقامی ہوٹل سے اک لڑکا بطور گائیڈ اور خدمت گار لے لیں۔ کچھ پیسے نکلے اگر ان غریبوں کو مل جائیں اور جو بدلہ میں آپ کو سہولت دے گا۔ تو ہم خرمہ و ہمہ ثواب والی بات ہے۔ چترال اور کافرستان اور سوات میں گھومتے گھامتے وقت ذرا اور

خوف اور گھبراہٹ دل میں نہ لائیں، ان جگہوں میں آپ کو ٹورسٹ سے زیادہ مہمان تصور کیا جاتا ہے۔ آپ ان لوگوں پر مکمل اعتماد کریں۔ یقیناً یہ آپ کے اعتماد پر پورا اتریں گے۔

چترال سے نکل کر آپ چترال کے سب سے بڑے اور مشہور قصبے ایون میں پہنچ جائینگے۔ جہاں کے ہرے بھرے کھیت کھلیان، خوبصورت مٹی سے بنے ہوئے گھر، سیدھے سادے باسی، پھل، پھول اور کے ساتھ بہتا ہوا دریائے چترال یقیناً یہ گاؤں آپ کو بہت ہی پسند آئے گا، اس کے بعد آپ کافرستان کی تین مختلف وادیوں رمبور، بمبوریت اور بریر میں کسی ایک میں داخل ہوسکینگے۔

کافرستان

اب ہم آپ کو کافرستان لیے چلتے ہیں۔ جو یقیناً ایک حسین، خوبصورت اور دل کشا علاقہ ہے اور جہاں کی تینوں وادیاں حسین و جمیل ہیں۔ ان علاقوں کی قدرتی رنگینی، دلفریبی اور حسن و جمال کے علاوہ یہاں کی نرالی اور خاص چیز یہاں کے مکین کافر، کالاش لوگ ہیں، جو ملک بھر میں سب سے زیادہ قدیمی لوگ ہیں۔ یہ اپنا مخصوص طرز زندگی، رسم ورواج اور مذہب رکھتے ہیں۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ان دیکھی اور سنی سنائی ہوئی باتوں کو چبا چبا کر خود ساختہ محققین نے کافرستان کا نقشہ اخبارات میں کچھ ایسا کھینچا ہے کہ پڑھنے والوں کو کافرستان اندرسبھا کا پرستان نظر آرہا ہے۔ اپنی تحریروں میں بعض حضرات نے اتنی غیر ذمہ داری اوا تنے غلو اور مبالغہ سے کام لیا ہے کہ یہاں تک تحریر فرمایا ہے کہ یونان کے صدر پاپا ندیو نے ان لوگوں کے ساتھ ان کی زبان میں باتیں کیں اور یہ کہ کافرستان کے جنگلوں میں گینڈے بھی پائے جاتے ہیں۔

یقیناً یہ علاقہ خوب صورت ہے یہاں کے لوگ خوبرو اور حسین ہیں۔ لیکن یہ عیاشی اور فحاشی کا اڈہ نہیں ہے۔ اچھے بھلے پاکستانیوں کا مسکن ہے۔ جو اچھے احساسات اور جذبات رکھتے ہیں اور اپنے قدیم رسم ورواج اور مذہب پر سختی سے کاربند ہیں۔ آپ کو چاہیے کہ ان کے احساسات، جذبات اور مذہبی مقامات ورسومات کا خیال رکھیں جونہی آپ دوباش کے مقام پر وادی بمبوریت یا وادی رمبور میں داخل ہوں، تو آپ سے وہاں بیس روپیہ یا پھر کم و زیادہ فی نفر داخلہ ٹیکس لیا جائے گا۔ یہ آپ بخوشی دے دیں۔ کیونکہ یہی رقم ان کی فلاح و بہبود پر خرچ کی جاتی ہے وہاں آپ نیدرلینڈ، برطانیہ اور سرآغا خان فاؤنڈیشن اور دیگر

سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کی تعمیری سرگرمیاں دیکھ سکیں گے۔

اب ان کی پیاری پیاری زبان سنیں، ان کے عجیب وغریب نام مثلاً مردوں کے نام قران خان، مسٹر جناح، باتیں خان، ایران باچا، زان باچا، کمانڈر خان، جرنیل خان، زنجیر خان، بشارا خان وغیرہ اور خواتین کے نام شیر بی بی، شو بی بی، مہات شو، لندن بی بی، پوشیش بی بی وغیرہ ان کے پیارے پیارے ملبوسات دیکھیں۔ جو آپ کو ملک بھر میں کہیں اور دیکھنے کو نہیں ملینگے۔ مثلاً جنگیار (کرتہ) پٹی شوشت (چھوٹی ٹوپی) کوپی (بڑی ٹوپی) چکش (کوڑی) بروم بوٹیک (کنگھی) پوندیدی مانک (بٹن) اور ان کے تہوار دیکھیں اور ان کا رقص دیکھیں اور موسیقی سنیں۔ لڑکیوں کا بانسری بجانا اور آپس میں بانسری بجانے کے مقابلے دیکھتے ان کی سیپیوں، موتیوں، اور گھنگھرو کی شنر شنر کی بجتی ہوئی موسیقی سنیں۔ تو یقیناً آپ کو کافرستان بہت ہی اچھا لگے گا اور اپنے ٹور ٹرپ پر فخر کریں گے، آپ اپنے ملک کے ایک نرالے اور قدیم کلچر سے بہت محفوظ ہوں گے۔ کیونکہ یوں تو پاکستان کے چاروں صوبوں کا اپنا اور منفرد حسن ہے۔ لیکن صوبہ سرحد اپنے چٹانی وجود میں قدرت کی انمول حسن کو سموئے ہوے ہے۔ اس کے مختلف شہر اور وادیاں فطرت کے حسین نظاروں سے مالا مال ہیں۔ اور ملک بھر کی نوے فی صد سیر گاہیں اور تفریح گاہیں اسی صوبے میں واقع ہیں۔ یہاں کے باسیوں کے طرز زندگی اور رسم ورواج میں ایک دلکش سادگی پائی جاتی ہے۔

کافرستان کا رقبہ اور آبادی

کافرستان کی بڑی وادی جو آپس میں تین مختلف اور جدا جدا وادیوں میں منقسم ہے۔ یقیناً کالاش لوگوں کی موجودگی کی وجہ سے یہ وادی پوری دنیا میں مشہور ہے اور دنیا بھر کے مورخین، محققین، ماہر لسانیات، مذہبیات اور سماجیات ان لوگوں کو دیکھنے اور ان پر تحقیقی کام کرنے کے لیے آتے ہیں۔ لیکن اس کے باوجود آج تک کوئی ایسی مستند تحریر سامنے نہیں آسکی۔ جس کی مدد سے کالاش لوگوں کی آبادی اور ان کے علاقے کے رقبہ کا تعین کیا جاسکے۔ یہی وجہ ہے کہ ان کا رقبہ اور ان کی آبادی مختلف قلم کاروں نے مختلف بتائی ہے۔ مثلاً کوئی ان کا رقبہ ساڑھے سات ہزار کلومیٹر، کوئی آٹھ ہزار کلومیٹر اور کوئی چھ ہزار کلومیٹر بتاتا ہے۔ اسی طرح ان کی آبادی کوئی دس ہزار، کوئی آٹھ ہزار، کوئی چھ ہزار اور کوئی پانچ ہزار نفوس پر مشتمل بتاتا ہے ان کی شرح پیدائش اور شرح اموات کے بارے میں بھی کوئی مستند

چیز نظروں سے نہ گزر سکی۔ اگر کسی نے کی بھی ہو تو یقیناً کوئی درست نتیجہ نہیں دے سکے ہیں۔ اگرچہ پاکستان کی آبادی میں ہر سال ہزاروں اولاکھوں کی تعداد سے اضافہ ہوتا جاتا ہے۔ لیکن ان کافروں کی آبادی بھی کچھ آبادی ہے کہ بڑھنے کا نام تک نہیں لیتی۔ اس لیے ہم بھی مجبوراً یہ لکھ لیتے ہیں کہ ان کی آبادی دس ہزار نفوس اور پانچ ہزار کے درمیان ہے۔

عام طور پر ان کی تین گل پوش وگل رنگ وادیاں ہیں۔ جو بمبوریت رمبور اور بریر کے نام سے مشہور ہیں۔ جبکہ وہ اپنی زبان میں ان وادیوں کو مومریت مارک موہ اور برو کہتے ہیں اور ان وادیوں میں رہنے والوں کو مومولا، بری لا اور رک ملا کہتے ہیں۔ ان تین بڑی وادیوں کے علاوہ کالاش لوگ اور بہت سے گاؤں میں بھی آباد ہیں لیکن چونکہ وہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ اس لیے ان کا مذہب اور رسم ورواج ان لوگوں سے الگ ہیں۔ لیکن جہاں تک زبان کا تعلق ہے تو وہ بھی یہی کلاشہ زبان بولتے ہیں۔ کالاش آبادی کی سب سے اچھی بات یہ ہے کہ ایک کالاش کی خوشی سب کالاشیوں کی خوشی اور ایک کا غم سب کا غم سمجھا جاتا ہے۔

تین مختلف وادیاں

کافرستان کا سارا علاقہ تین مختلف وادیوں پر مشتمل ہے اور ہر وادی اپنا ایک جدا رنگ اور خصوصیت رکھتی ہے۔

بمبوریت: یہ نسبتاً ایک کھلی اور زیادہ ترقی یافتہ وادی ہے۔ جو ایون سے 8 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ہے۔ اس میں قیام وطعام کا انتظام بھی دیگر علاقوں سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کے مشہور گاؤں پرون، جو کہ روایتی رقص وموسیقی کے لیے زیادہ شہرت رکھتا ہے اس میں باہر کے لوگوں کے لیے کالاش کلچر کی خاص خاص چیزیں جمع کر لی گئی ہیں۔ باتریک اور کراکل اسی وادی کے دو مشہور گاؤں ہیں جس میں کالاش کلچر کو اچھی طرح دیکھنے کے لیے بہت کچھ جمع کیا گیا ہے۔

رمبور: یہ وادی ایک تنگ وادی ہے لیکن لمبائی میں دیگر وادیوں سے زیادہ لمبی ہے، اس وادی میں فطری حسن زیادہ ہے۔ کیونکہ اسی میں بڑی جھیل بھی ہے اور گھنے جنگلات بھی ہیں۔ یہ وادی اخروٹ اور انگور کی وادی کہلاتی ہے۔ اس لیے یہاں شراب زیادہ مقدار میں

بنائی جاتی ہے۔ اس میں شفا کا ایک چشمہ بھی موجود ہے جو کہ خاص پیٹ کے امراض اور پھوڑے پھنسیوں کے علاج کے لیے زیادہ شہرت رکھتا ہے۔ پہلی کالاش پائلٹ خاتون لیکشن بی بی اسی علاقے سے تعلق رکھتی ہے۔

ایون سے 10 کلومیٹر کے فاصلے پر واقع یہ وادی بنیاد پرست کافروں کے لیے زیادہ مشہور ہے۔ کالاش لوگوں کے بہت سے رسومات جو دوسری وادیوں کے لوگوں نے چھوڑ رکھے ہیں اسی وادی میں وہ تمام کے تمام زندہ وتابندہ ہیں۔ اس میں اس لیے کالاش کلچر پر تحقیقی کام کرنے والوں کے لیے اور یا عام سیاحوں کے لیے جو قدیم مذہب کو جاننا چاہتے ہیں ان کے لیے یہ وادی بڑی کارآمد وادی ہے۔ اسی وادی میں غیر مقامی لوگوں کے لیے کالاش کو ایک ریسٹ ہاؤس میں بلا کر جمع کیا جاتا ہے۔ جہاں وہ اپنے کلچر اور اپنے فن کا مظاہرہ کر لیتے ہیں۔

یہ تینوں وادیاں دیکھنے اور لطف اٹھانے سے تعلق رکھتی ہیں۔ ایک کے بعد دوسری وادی میں جانا اور ان کالاشیوں سے ملنا، باتیں کرنا، معلومات حاصل کرنا اور ان کی خوشیوں میں شریک ہونا یقیناً ایک نرالی بات ہے۔ جس سے آپ کے ٹور کا مزہ دوبالا ہو جائے گا۔

وطن اور نسل

کالاش لوگوں کے قدیم وطن اور نسل کے بارے میں بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ لیکن تا حال کوئی ایسی مستند بات سامنے نہیں آسکی، جس کی روشنی میں ان کی نسل اور قدیم وطن کے بارے میں حتمی فیصلہ کیا جا سکے۔ یہ لوگ بہت پرانے اور قدیم لوگ ہیں کیونکہ یہ اپنی معاشرت اور رسم ورواج کے اعتبار سے نہایت قدیم تمدن کی یاد لاتے ہیں اور رسم ورواج کے لحاظ سے موجودہ زمانے میں منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔

یہ تعجب کی بات ہے کہ سینکڑوں برسوں تک مخالف قوتوں کے زیر نگین رہنے اور مذہب اسلام کے غلبے اور آس پاس کی دیگر اقوام وقبائل کی ثقافتی یلغار کے باوجود کالاش قبیلے نے اپنے پرانے رسوم ورواج اور تہذیب وتمدن کو نہایت ابتدائی صورت میں برقرار رکھا ہے۔

بعض ماہرین کی رائے ہے کہ یہ ان یونانیوں کی اولاد ہیں جو سکندر اعظم کے ساتھ آئے

تھے اور یہیں رہ گئے تھے۔ ایک جرمن پروفیسر ان کے بارے میں بتاتے ہیں کہ یہ ان قدیم آریاؤں کی اولاد ہیں جن کا کچھ حصہ یورپ چلا گیا تھا اور جرمنی وغیرہ ممالک میں آباد ہوا تھا اور باقی حصہ ہندوستان، پاکستان اور افغانستان کے مختلف علاقوں میں رہائش پذیر ہوا تھا۔

مشہور ماہر لسانیات پروفیسر مارگسٹرین کے خیال میں یہ لوگ افغانستان میں باش گل (نورستان) وادی ہے چناں سرائے کے درمیان کے علاقوں میں آباد تھے اور وہیں سے چترال آئے پروفیسر ڈاکٹر اکبر ایس احمد کے تبول وہ کبھی افغانستان کے علاقے کافرستان میں رہتے تھے اور آج شمالی پاکستان کے ضلع چترال میں رہتے ہیں۔

وسطی اور جنوبی کی ایشیا کی کوئی اور قوم کالاشیوں کے برابر فرضی کہانیوں کا موضوع اور دلچسپی کا مرکز رہی ہو۔ کافروں کی نسلی اور وطن کہانی بڑی پرانی ہے مشہور انگریز شاعر اور عالم رڈیارڈ کپلنگ نے ان کے بارے میں ایک مشہور افسانہ لکھا تھا جس کا نام تھا کہ بادشاہ کون بنے گا۔ جس پر بعد میں ایک مشہور فلم بنائی گئی۔ کالاشیوں کی اپنی روایت کچھ یوں ہے۔ کہ جب خداوند تعالیٰ نے روئے زمین کو پیدا کرکیا اور ایک ایک جوڑے کو الگ الگ وطن دینا شروع کیا۔ تو کسی کو روس، کسی کو برطانیہ، کسی کو عرب وغیرہ دیا گیا۔ جبکہ کالاش والوں کو سیام کا ملک الاٹ کیا گیا کافروں نے سیام جانے سے انکار کر دیا اور کالاش دیس کے لیے اصرار شروع کر دیا کیونکہ یہ بہت زرخیز اور حسین ملک تھا۔ خدا نے کہا کہ وہ تو میں نے اپنے لیے رکھا ہے کسی اور کو نہیں دینا ہے۔ اس پر کالاش کا سارا سامان باہر کھلے آسمان کے تلے پڑا رہا۔ اور اپنی ضد پر آڑے رہے۔ آخر خدا کو ان پر رحم آیا اور ان کو کالاش دیس دیا گیا۔ لیکن آج تک اس سیام کا پتہ چل نہ سکا، کہ اس سے مراد تھائی لینڈ ہے یا کوئی اور جگہ ہے۔ اس بارے میں بات جو بھی ہو لیکن ایک بات واضح ہے کہ یہ قوم بڑی قدیم قوم ہے، کیونکہ 1929ء میں کسی مذہبی رہنما نے پروفیسر مورگن سٹرین کو ایک شجرہ دیا تھا، جس میں 45 پشتوں تک کا ذکر تھا۔ جو ظہور اسلام سے تین چار صدی پہلے تک پہنچا تھا۔ اس قوم کی یادوں میں اور لوک گیتوں میں اسی خطہ زمین میں وسیع علاقوں پر حکومت کی یاد بھی شامل ہے۔

میری رائے: میرے خیال میں یہ چترال کے قدیمی، اصلی اور خالص آریائی لوگ میں جو آریاؤں کی پہلی مہاجرت میں ان علاقوں میں آئے ہیں۔ دوسرا یہ کہ ان کی زبان نہ ہندی

زمرہ میں آتی ہے اور نہ ایرانی زمرہ میں، بلکہ دونوں کے درمیان ددرمیان میں آتی ہے۔ اس لیے ان کی زبان کو ایک خالص آریائی زبان کہہ سکتے ہیں۔ دوسرا یہ کہ چترال کے قدیم آثارِ قدیمہ سے بھی ان کی قدیمی موجودگی کی تصدیق ہوتی ہے۔ دوسرا یہ کہ چترال کے اکثر مقامات پہ ان کی عرصہ دراز تک حکمرانی رہی ہے۔ یہ تو بعد میں مسلمان حملہ آوروں نے ان کو موجودہ علاقوں تک پہنچایا اور محدود کر دیا۔

ان کے کچھ رزمیہ گیت ہین جن میں ایک گیت کا نام ''لولی'' ہے۔ جس سے پتہ چلتا ہے کہ قدیم عہد میں یہ لوگ چترال، بدخشاں، دروش، مستوج، سوات اور گلگت تک بحثیت حکمران اور صاحب حیثیت پھیلے ہوئے تھے۔ ان کے علاوہ دیر اور باجوڑ میں بھی ان کا سکہ چلتا تھا اور ان کا مرکزی صدر مقام افغانستان کا علاقہ کونڑ (Kunor) تھا۔ ان کے حکمرانوں کے ناموں میں شاہ لاک شاہ، ڈایوک پویول، گلہ سنگ، شربیگ، راجہ وئی، راجہ سومالک، راجہ زوندرون اور راجہ برایو آج بھی زبان زد خاص وعام ہیں۔

میری اپنی تحقیق ان کی نسل، وطن اور زبان کے بارے میں اکثر مورخین اور محققین سے سے الگ ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں میری کتابیں'' کافرستان'' ''کالام سے کافرستان تک''اور'' کافرستان کے رسم ورواج''۔

اسلام سے قبل یہ لوگ افغانستان، سوات، دیر، باجوڑ، چترال اور ہزارہ میں رہتے تھے اور ان علاقوں پر ہی ان کی حکومت تھی۔ جب افغانستان کے علاقوں میں اسلام پھیلنے لگا۔ تو یہ وہاں سے سوات کے علاقوں میں منتقل ہو گئے اور سوات ہی ان کا صدر مقام بنا۔ بعد میں جب ان لوگوں نے سوات بھی چھوڑا۔ تو یہ شیام میں چلے گئے۔ درحقیقت شیام ہی بالائی چترال کا پرانا نام ہے اور یہ لوگ وہاں کافی عرصہ رہنے کے بعد موجودہ جگہوں میں آئے ہیں۔

یورپ والے بڑے استاد لوگ ہیں۔ انہوں نے ان لوگوں کو یورپی نسل اور یونانی نسل اس لیے ثابت کرنا چاہا کہ یہاں ان علاقوں کے اندر ان کے رشتہ داروں کی حکومت بن سکے اور غلامی کی زنجیر کو اور بھی مکمل اور مضبوط کر سکے۔ انگریز مورخوں نے لکھا تھا کہ کافر ہم سے محبت کرتے ہیں اور ہم کو اپنا یورپی بھائی کہتے ہیں۔ کیونکہ وہ یورپیوں کی طرح گورے ہیں اور نیلی آنکھیں رکھتے ہیں۔ دوسرے ہندوستانیوں کے برخلاف وہ لکڑی اور چمڑے کی بنی ہوئی

کرسیوں پر بیٹھتے ہیں اور میزیں استعمال کرتے ہیں حالانکہ میز اور کرسی کے استعمال کی وجہ سے کوئی قوم دوسری قوم کا حصہ اور رشتہ دار نہیں بن سکتی اور اگر بن سکتی ہے تو یہ چیزیں تو تمام پہاڑی علاقوں میں آج بھی استعمال کی جاتی ہیں۔ وہ لوگ ان کے بھائی کیوں نہیں بن سکتے درحقیقت انگریز افغانستان کے اندر اپنی نسل کی ایک بفر سٹیٹ قائم کرنا چاہتے تھے۔ ان کے ان ارادوں کی وجہ سے امیر کابل امیر عبدالرحمان خان نے کافرستان پر حملہ کر دیا اور اس کو نورستان میں تبدیل کر دیا۔ یہ ان لوگوں کے ہم نسل اور ہم وطن لوگ ہیں۔ جو آج افغانستان اور پاکستان کے شمالی پہاڑوں میں بستے ہیں۔ صرف بات اتنی ہے کہ وہ لوگ دین اسلام قبول کر کے مسلمان کہلاتے ہیں۔ جبکہ یہ لوگ اپنے قدیمی مذہب پر بدستور عمل پیرا ہیں۔

مذہب

کالاش لوگوں کی زندگی میں ان کا مذہب سب سے بڑا رول رکھتا ہے۔ یہ مذہب مختلف رسومات کا مجموعہ ہے۔ جس پر وہ لوگ زمانہ قدیم سے عمل پیرا ہیں۔ یہ لوگ بیک وقت بت پرست، اجداد پرست اور توہم پرست ہیں۔ یہ بہت سی دیویوں اور دیوتاؤں پر یقین رکھتے ہیں۔ جن سے مدد مانگتے ہیں اور جن کے حضور قربانیاں پیش کرتے ہیں۔ پریوں اور جن بھوتوں پر بھی یقین رکھتے ہیں، دوزخ اور جنت پر بھی ایمان رکھتے ہیں اور خیرات دینے کو تسکین قلب اور نجات کا بہترین ذریعہ سمجھتے ہیں دیوتاؤں کو خدا تک پہنچنے کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ کافر لوگوں کے دیوتاؤں میں سب سے بڑا دیوتا آمرہ ہے۔ جو سب سے بڑا خالق سمجھا جاتا ہے۔ اس کے ماتحت کمتر حیثیت کے بہت سے دیوتا ہیں، جو اس کے وزیروں مشیروں کی حیثیت سے کام کرتے ہیں ان میں قابل ذکر مونی، گز، باغیر، ساجی گور، بالا مائن، وارن او رپر باہی، کت شوئی ایک دیوی ہے اولاد حاصل کرنے کے لیے اس کی منت مانی جاتی ہے۔ ایک اور دیوتا جاتیچ ہے، جو بکریوں کی نسل بڑھانے کا دیوتا ہے۔ ایک دیوتا شیگان ہے جس سے صحت یابی کی دعا مانگی جاتی ہے۔ مہادیو اور بالا مائن دونوں خدا کے مشیر ہیں اور کافرستان سے باہر باشگل میں رہتے ہیں ان میں سے بالا مائن سال میں صرف ایک مرتبہ ان لوگوں کو دیکھنے کے لیے آتا ہے۔

جھستا کن ان کا گھریلو دیوتا بھی ہے اور اس جگہ کو بھی جہاں یہ لوگ رقص کرتے ہیں یا سردیوں کے موسم میں کوئی تقریب مناتے ہیں جھستا کن کہا جاتا ہے۔ جو بارہ گز مربع ایک ہال ہوتا ہے۔ اس کی تعمیر کے لیے سارے لوگ چندہ اکٹھا کرتے ہیں، اس میں بکروں کی تصویریں کندہ کی جاتی ہیں۔ اس کے درمیان آگ جلا کر اس کے اردگرد ناچنے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ جھستا کن ان کی زندگی کا مرکزی مقام ہے۔ ایک اور مذہبی جگہ مالوش ہے۔ جو ایک قربان گاہ ہے یہ اونچی جگہ پر گول مول پتھروں سے پہاڑی کے دامن میں بنائی جاتی ہے۔ اسی جگہ پر ایک لکڑی کا تختہ رکھا دیا جاتا ہے اور اس کے پیچھے پتھر رکھ دیئے جاتے ہیں۔ اس کے درمیان میں چند انچ لمبا سوراخ چھوڑا جاتا ہے۔ اس تختے کے اوپر بکری اور گھوڑے کے لکڑی کے بنائے ہوئے سر لگوائے جاتے ہیں اور خاص تقریبات کے موقعوں پر بکری کو قربان کر کے اس کا خون تختہ کے سوراخ کے اندر ڈالا جاتا ہے۔ ان لوگوں کا خیال ہے کہ دیوتا قربانیوں کے خاص خاص وقتوں پر خود آ کر شرکت کرتے ہیں اور بکری کا خون پیتے ہیں۔

بٹان: اگرچہ ان کافروں کے ہاں باقاعدہ مذہبی مبلغ نہیں ہیں اور نہ ان میں مذہبی عہدہ موروثی ہوتا ہے۔ اسے مذہبی پیشوا کو دیہار یا بٹان کہتے ہیں۔

وہ عام سی زندگی گذارتا ہے۔ وہ مختلف مواقعوں پر لوگوں کی راہنمائی کرتا ہے۔ دیہار بننے کے لیے زیادہ علم اور تربیت کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن جب اتفاق سے کسی قربانی کی رسم میں کوئی شخص وجد کی حالت میں آ جاتا ہے اور اپنی ذات اور ماحول کو بھول جاتا ہے تو اسے پھر دیہار کی حیثیت سے منتخب کر لیا جاتا ہے یہ لازمی بات ہے کہ قربانی پیش کرتے وقت دیہار پر وجد طاری ہو جائے، پھر کوئی لڑکا ایک بکری کو ذبح کرتا ہے۔ اس بکری کا خون آگ میں گرایا جاتا ہے اور سب حاضرین کے کھانے کے لیے اس گوشت کو پکایا جاتا ہے۔ دیہار اس حالت میں دیہاتیوں کی آئندہ قسمت کے بارے میں وجد کی حالت میں پیش گوئیاں کرتا ہے۔ دیہار لوگوں کی بھلائی، تحفظ اور امن کے لیے دعائیں مانگتا ہے۔

دیہار کی اکثر پیش گوئیاں ان کے عقیدے کے مطابق سچی ثابت ہوتی ہیں۔ دیہار آئندہ سال کے لیے بادوباران، برف باری، اچھی یا بری فصلوں، قحط، خشک سالی، جنگ و

جدل، آمن و آتشی اور محبت کی شادیوں کے لیے پیش گوئیاں کرتا ہے۔

دیہار کی خاص خوراک میں دودھ، مکھن، پنیر، گھی اور گوشت شامل ہوتا ہے۔ اگر چہ عام طور پر وہ سادہ غذا کھاتے ہیں۔ کبھی روٹی، دودھ کے ساتھ، پھلوں کے رس کے ساتھ، شہد کے ساتھ کھا لیا اور کبھی کبھی روغنی روٹی کھا لیتے ہیں۔ اچھی خوراک وہ صدقات، خیرات قربانیوں اور جشنوں کے موقع پر کھا لیتے ہیں۔

مذہب سے اخراج

کالاش لوگ جو کہ اپنا ایک مخصوص اور قدیم مذہب اور طرز زندگی رکھتے ہیں۔ جس کے لیے ان کے پاس کوئی بھی تحریری کتاب یا قانون موجود نہیں ہیں۔ لیکن ان کی مضبوط روایات ہیں۔ جن پر چل کر اور جن کو اپنا کر ایک آدمی کالاش کہلا سکتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر کالاش مرد و خاتون کو ان روایات کی پاسداری کرنا پڑتی ہے۔ اگر کوئی بھی درج ذیل باتوں سے اختلاف یا انکار کرے، تو پھر اسے کالاش مذہب سے خارج تصور کیا جاتا ہے۔

۱ اگر کوئی کالاش لڑکی کالاش لباس پہننے سے انکار کرے۔

۲ اگر کوئی مرغی کھائے۔

۳ اگر کوئی غیر کالاش سے شادی کرے۔

۴ اگر کوئی کالاش عورت ایام ممنوعہ اور زچگی کے دوران بشالینی یا بشالی نہ جائے۔

۵ اگر کوئی اپنے مرد کو کالاش رسم کے مطابق دفن نہ کرے۔

۶ اگر کوئی اس کالاش عورت کی تدفین میں حصہ لیں۔ جو ایام ممنوعہ یا زچگی کے وقت بشالینی میں مر گئی ہو۔

اخلاق

کافر لوگ بڑے نرم خو واقع ہوئے ہیں۔ اس لیے ان کی زندگی بڑے اطمینان سے گذرتی ہے۔ جنگ جھگڑے اور دنگا فساد سے ناواقف لوگ ہیں۔ نہ جھوٹ بولتے ہیں اور نہ کوئی چوری کرتے ہیں۔ ان کے ہاں نہ کوئی تھانہ ہے نہ کچہری ہے اور نہ تحصیل ہے۔ جھوٹی قسمیں نہیں کھاتے اور اس سے بہت ڈرتے ہیں۔ کیونکہ ان کا عقیدہ کہ جھوٹی قسم کھانے والا

بہت جلد مر جاتا ہے۔ والدین اپنے بچوں کو کبھی بھی نہیں مارتے اس طرح وہ اپنی بیویوں کو نہ گالی دیتے ہیں اور نہ ان کو زدوکوب کرتے ہیں۔ سارے ایک دوسرے کے درد وغم میں شریک ہوتے ہیں اور ایک کی خوشی پوری برادری کی خوشی سمجھی جاتی ہے اپنے تہواروں اور مذہب کے ساتھ بڑے سچے اور مخلص ہیں۔ سال بھر کی جمع پونجی تہواروں پر خرچ کر دیتے ہیں۔ اس موقع پر بڑی بڑی دعوتیں کرتے ہیں۔ جو کوئی دعوت کے مقام پر حاضر نہ ہو سکے اس کا حصہ اس کے گھر میں بھیج دیتے ہیں۔ بڑے قناعت پسند لوگ ہیں۔ کبھی ایک دوسرے کا مذاق نہیں اڑاتے اور نہ ایک دوسرے کو تنگ کرتے ہیں۔ کوئی بھی مشکل مسئلہ سامنے آجائے تو اسے بزور بازو، بزور مال اور بزور حسب نسب حل نہیں کرتے بلکہ اپنے مذہبی پیشوا وار بڑوں کے پاس لے جاتے ہیں۔ اور وہ جو بھی فیصلہ کر دے اس پر کاربند رہتے ہیں۔ مسافروں کا بہت ہی خیال رکھتے ہیں ان کی کسی بھی چیز کو کوئی بھی نقصان نہیں پہنچاتے اور بڑے مہمان نواز لوگ ہیں۔ بھائی بنانے کی رسم ان میں بڑی مقبول ہے۔ جسے وہ داری کہتے ہیں کسی کو تاقیامت بھائی بنانا ہو تو ایک بکرا ذبح کر کے اس کے گردے مل کر کھا لیتے ہیں اس کے کھانے کے بعد وہ بھائی بن جاتے ہیں۔

کالاش سوسائٹی میں عورت کا مقام

کالاش سوسائٹی میں عورت کوئی خاص مقام نہیں رکھتی، اس کو گندہ اور کم تر سمجھا جاتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کو کچھ خصوصی مراعات بھی حاصل ہیں۔ شوہر کبھی کبھی بیوی کو نہ پیٹتا ہے نہ مارتا ہے۔ مذہبی رسومات کے علاوہ وہ ڈانس اور دیگر تقاریب میں حصہ لے سکتی ہے۔ بشرطیکہ وہ ماہواری اور زچگی کے ایام میں نہ ہو۔ لڑکی اپنی مرضی سے شوہر کا انتخاب کر سکتی ہے۔ وہ اپنے ساتھی کے بارے میں کھلے دل سے اپنے والدین کو بتا سکتی ہے۔ جب بھی اس کا جی چاہے وہ کسی کے ساتھ بھی جا سکتی ہے۔ لیکن اگر شادی شدہ ہو اور ماں بن چکی ہو تو پھر نہیں جا سکتی۔

کالاش عورتیں جنگلوں سے لکڑیاں کاٹ کر لاتی ہیں۔ آٹا گوندھتی ہیں اور کھانا پکاتی ہیں۔ چکی پیستی ہیں۔ مویشی چراتی ہیں۔ کھیتوں کو پانی دیتی ہیں۔ کھیتی باڑی میں مردوں کا ہاتھ بٹاتی ہیں لیکن اس کے باوجود ہر مکان میں عورتوں نے اپنے ہاتھ منہ دھونے کے لیے

ایک خاص جگہ مقرر کی ہوتی ہے اس کے علاوہ وہ کسی اور جگہ ہاتھ منہ نہیں دھوتیں۔ مرد جہاں چاہیں ہاتھ منہ دھو لیتے ہیں۔ جہاں مرد منہ دھوئیں یا نہائیں وہاں عورتیں نہ ہاتھ منہ دھوتی ہیں اور نہ نہاتی ہیں۔ جب کوئی عورت شہد کا چھتہ دیکھ لے تو پھر وہ کبھی اس چھتے سے شہد نہیں کھائے گی، عورت اس چھتہ کا شہد کھا سکتی ہے جو اس نے نہ دیکھا ہو، جس برتن میں مرد پانی پیتے یا کھانا کھاتے ہیں عورت اس میں نہیں کھا پی سکتی۔ ملوش دیوتا کے نزدیک نہیں جا سکتی کیونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ عورت اس کے نزدیک جائے تو ملوش پلید ہو جاتا ہے، بکریوں کے رکھوالے اور انہیں چرانے والے کا پاک صاف ہونا نہایت ضروری سمجھا جاتا ہے۔ وہ شخص الگ تھلگ رہتا ہے اور اپنا کھانا خود پکا کر کھاتا ہے یا دوسرے مرد ہی اسے پکا کر دیتے ہیں عورت کے ہاتھ کا پکا ہوا کھانا نہیں کھایا جاتا۔ یہاں تک کہ عورت کو بکریوں کے باڑے کے نزدیک جانے کی اجازت بھی نہیں ہوتی، اگر عورت سے بات کرنا ضروری سمجھا جائے، تو دور ہی سے بات کر لی جاتی ہے۔ وہ چاہے وہ کوئی چھوٹی بچی ہی کیوں نہ ہو۔ موت کی صورت میں عورتوں کی لاشوں کے لیے نئے تابوت کا اہتمام نہیں کیا جاتا اور عورتوں کو ان کے لباس اور پہنے ہوئے گھونگے سیپی اور وہاں کے روایتی زیورات کے ساتھ ہی تابوت میں رکھ دیا جاتا ہے۔ وراثت کے سلسلے میں لڑکیوں کو اگر چاہیں تو گائے بکری دی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ ان کا کوئی اور حق نہیں بنتا۔

ان کو مقدس مقامات پر جانے کی اجازت نہیں، بھیڑ بکریوں کے نزدیک جانے اور دودھ دوہنے کی ممانعت ہے، گھر کے جس حصہ میں گھریلو سامان رکھا جاتا ہے عورتوں کو اس حصہ میں قدم رکھنے کی اجازت نہیں ہے، عورتیں بہتے پانی میں ہاتھ دھوئے بغیر کسی چیز کو چھونے کی مجاز نہیں، کوئی عورت مر جائے تو اس کی لاش پر رقص نہیں کیا جاتا اور نہ اس کا لکڑی کا پتلا بنایا جاتا ہے۔ قربانی کے جانور کو ہاتھ نہیں لگا سکتی۔ اس کا گوشت نہیں کھا سکتی۔ صرف اس بکری اور گائے کا گوشت کھا سکتی ہے جو اس نے خود مارا ہو۔ بشرطیکہ مذہبی مقامات سے دور ہو۔ وہ بال سنوار سکتی ہے۔ لیکن انہیں کٹوا نہیں سکتی۔

لباس اور زیورات

کالاش خواتین گھر کے افراد کے لیے خود کپڑا بنتی ہیں ۔ یہ کپڑے اکثر اون ہی کا ہوتا ہے اور کھڈی پر جسے ان کی زبان میں اڈا کہتے ہیں ، تیار کر لیتی ہیں ۔ ان کے کپڑوں میں ساخت اور رنگ کی شرط ہوتی ہے ۔ اگر کوئی ان شرائط کو پورا نہیں کرتی تو اسے کافر برادری سے خارج سمجھا جاتا ہے ۔ رنگ کے بارے میں تو یہ اولین شرط ہے کہ یہ سیاہ ہوگا ، یہی وجہ ہے کہ ان لوگوں کو کالاش اور سیاہ پوش کہا گیا ہے ۔ ساخت کی شرط یہ ہوتی ہے کہ عورتیں عام طور سے سیاہ رنگ کا اونی چغہ پہنتی ہیں جو پاؤں تک لمبا ہوتا ہے اور اونی چغہ کے گرد سفید پٹی جسے کمر بند کہا جاتا ہے ۔ استعمال کرتی ہیں ۔ اس چغے کو ان کی زبان میں سنگھاج کہتے ہیں ۔ سر کے بال جو وہ اپنے ایک خاص اور قابل دید انداز میں گوندھتی ہیں کو ڈھانپنے کے لیے ایک خاص قسم کا دوپٹہ نما ٹوپی استعمال کرتی ہیں ۔ جس کو ان کی زبان میں کوپیسی کہتے ہیں ، ان کے تمام لباس میں ان کی ٹوپی اور ان کے گلے میں ڈالے ہوئے ہار قابل ستائش ہیں ، ان کی یہ ٹوپی یا کوپیسی کافرستان کی دستکاری کا اعلیٰ وارفع نمونہ ہے ، جسے پہلے کھڈی پر سادہ سے انداز میں تیار کر لیتی ہیں اور اس کے بعد اس پر بہترین نقش و نگار بنائے جاتے ہیں ۔ اس کے بعد اس کو مختلف خوبصورت چیزوں مثلاً سمندری کوڑیوں ، مختلف چمکدار دھاتوں ، گھنگروں ، چمکدار سکوں ، گھنٹیوں ، بٹنوں ، پیسوں ، پھلوں کی گٹھلیوں وغیرہ سے سجائی جاتی ہے ۔ جنگلی خوبصورت پھول اسی کی خوبصورتی میں اضافہ کرتے ہیں ، اس ٹوپی پر ہر وہ چیز ٹانکی جاتی ہے ۔ جو ان کو پسند آ جائے اور جو جاذب نظر ہو ، ہاں چھوٹی عمر کی لڑکیوں کو کوپیسی یا ٹوپی ، خواتین کی ٹوپیوں سے الگ قسم کی ہوتی ہے ۔ جسے ان کی زبان میں سر بو کہتے ہیں جو سائز اور ساخت میں خواتین کی ٹوپیوں سے مختلف ہوتی ہے ، ان رنگا رنگ چیزوں کے علاوہ کالاش خواتین گلے میں سرخ اور سفید رنگ کے دانوں کے ہار پہنتی ہیں اور جس طرح ان کی ٹوپی مختلف چیزوں کی وجہ سے کافی وزنی بن جاتی ہے ۔ اسی طرح ان کے گلے کے زیورات بھی کافی وزنی ہوتے ہیں جو بھی چیز ان کے دل کو اچھی لگی اسے ٹوپی میں سجا لیتی ہیں اور جو بھی دانہ ، پیسی وغیرہ ملے ، ہاروں میں پرو کر اسے حسین بنانے کی کوشش کرتی ہیں ۔

اگرچہ کبھی ان کے مرد بھی اونی کپڑا استعمال کرتے تھے۔ لیکن آج کل وہ عام پٹھانوں کی طرح شلوار، قمیض اور اونی ٹوپی (پکول) استعمال کرتے ہیں۔ ہاں ٹوپی میں پھول ضرور لگا لیتے ہیں جوان کی ایک علامت اور پہچان ہے۔ جوتے بکری کے چمڑے کو پاؤں کے ارد گرد باندھ کر بناتے ہیں۔ یا عام بازاری پلاسٹک کے بنے ہوئے خرید کر استعمال کرتے ہیں۔

بشالنی

کافرستان کے ہر گاؤں میں، گاؤں سے باہر تھوڑے فاصلے پر کسی دریا یا ندی کے کنارے یا قریب ایک مربع نما بڑا مگر تاریک کمرہ ہوتا ہے۔ جس میں صرف اور صرف ایک دروازہ ہوتا ہے۔ نہ کوئی کھڑکی نہ کوئی روشندان اور نہ کوئی برآمدہ ہوتا ہے۔ یہ کمرہ پتھر گارے اور لکڑی کا بنا ہوا ہوتا ہے۔ جسے ان کی زبان میں بشالی یا بشالینی کہا جاتا ہے۔ یہ کمرہ کالاش عورتوں کے لیے مخصوص کی گئی اس خاص جگہ کا نام ہے جہاں عورتیں ایام ممنوعہ کے دوران اور ایام زچگی کے دوران قیام کرتی ہیں۔ یہ گویا The Women's Community House ہے۔ یہاں ان خواتین کے علاوہ کوئی بھی مرد یا عورت نہیں آسکتی، صرف وہ عورت جو بطور تیماردار یا مددگار زچگی کے دوران زچہ کی مدد کرتی ہو، آسکتی ہے لیکن وہ بھی اندر جاتے وقت اپنے سارے کپڑے دروازے کے باہر اتار دیتی ہے اور اندر جانے سے پہلے نہا لیتی ہے اور بالکل برہنہ حالت میں بچہ جننے میں حاملہ کی مدد کرتی ہے۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کی ڈیوٹی ختم ہو جاتی ہے تو پھر وہ دوبارہ ندی پر جا کر نہاتی ہے اور اپنے کپڑے پہن کر دوسرے راستے سے واپس گاؤں جاتی ہے اور بچے کی پیدائش کی اطلاع کرتی ہے جس پر ڈھول بجائے جاتے ہیں اور بندوقیں داغی جاتی ہیں۔

بشالی ایک تربیت گاہ بھی ہے اور تفریح گاہ بھی، کیونکہ یہاں لڑکیاں اپنی محبت، اپنے ساتھیوں، منگنی، شادی، جنسی تعلقات اور مستقبل کی زندگی کے بارے میں ایک دوسرے سے بہت کچھ سن اور سیکھ لیتی ہیں۔ یہاں کی Sealed off world میں ہر قسم کے خیالات زیر بحث آتے ہیں ایک دوسرے پر اعتماد، راز داری، ازدواجی مسائل محبت اور نفرت وغیرہ کے بارے میں سیکھا اور سکھایا جاتا ہے۔ درحقیقت یہاں عملی زندگی کی ابتداء ہوتی ہے۔

یہاں ماہواری جسے ان کی زبان میں بیوں کہتے ہیں کے اختتام تک اور زچگی (زان تک) کی صورت میں چند دن، اکیس دن اور چالیس دن تک قیام کرنا پڑتا ہے۔ بشالینی کے اندر زچہ اپنی مخصوص جگہ جو دروازے کے بائین طرف ہوتی ہیں، لیٹتی ہے۔ جبکہ ماہواری والی پچھلے حصے میں دروازے کو منہ کیے ہوئے آگ کے قریب جو کہ وہاں جلائی جاتی ہے بیٹھتی ہے۔

بشالنی کا دیوتا: دیوتا دزالک ''Dezalik'' جو کہ پیدائش کا دیوتا ہے، اس کا مجسمہ ایک سادہ سی لکڑی کا بنایا ہوا اس کی نشانی کے طور پر دائیں دیوار میں موجود ہوتا ہے دائی یا مدد گار عورت جو کہ بشالینی میں آتی ہے بچہ کی پیدائش کے وقت وہ دیوتا کے حضور ایک اخروٹ پیش کرتی ہے اور بچہ کی پیدائش اور زچہ کی تکلیف کم ہونے کی دعا مانگتی ہے اس کے بعد وہ اخروٹوں کی مقدار بڑھاتی جاتی ہے، دو، تین، چار، یہاں تک کہ بچہ پیدا ہو جائے۔

پہلی آمد: جب کسی لڑکی کو پہلی بار بیوں ہو جاتا ہے۔ وہ پہلی بار بشالی جاتی ہے، تو اس کی سہلیاں اور اس کے خاندان کی دیگر خواتین بشالی تک اس کے ساتھ جاتی ہیں اور اس کے ساتھ بطور صدقہ، خیرات یا شیرینی (ایشری ISHPERI) لے جاتی ہیں جو دودھ اور پھل پھول پر مشتمل ہوتی ہے۔

خوراک

بشالی میں قیام کے دوران یہ مقید عورتیں کوئی بھی کام نہیں کرتیں اس لیے ان کے لیے ان کے رشتہ دار تیار مگر غیر پکی خوراک لے جاتے ہیں اور بشالی کے باہر پڑے ہوئے پتھروں پر چھوڑ آتے ہیں ان کو آواز دئے بغیر اور باتیں کئے بغیر جلدی سے واپس چلے آتے ہیں۔ پھر یہ اپنی خوراک وہاں سے اٹھا کر اندر لے جاتی ہیں اور کھالیتی ہیں۔

بشالنی میں موت

اگر کوئی عورت بشالی یا اس عورت خانہ میں مرجائے، تو اس کو قبرستان کے ایک علیحدہ کونے یا حصے میں رکھا جاتا ہے۔ اس کے دفنانے کی رسم میں مرد کبھی شریک نہیں ہو سکتے، صرف عورتیں ہی دفن کرنے کا کام انجام دیتی ہیں اور موقع پر کوئی بھی رسم ادا نہیں کی جاتی، ایسی مردہ عورتوں کو انتہائی بدقسمت سمجھا جاتا ہے۔

بشالنی نہ جانا

اگر کوئی عورت زچگی یا ایام ممنوعہ کے دوران بشالی میں رہنے کے بجائے اپنے گھر میں رہے اور یہ وقت گھر پر گزارے تو اسے کالاش قوم سے خارج سمجھا جاتا ہے۔

جرمانہ

بشالینی کے اردگرد کی جگہ کو نجس اور ناپاک تصور کیا جاتا ہے۔ اس لیے وہاں لوگ جانے سے مذہبی طور پر گریز کر لیتے ہیں اور اگر کوئی غلطی سے وہاں چلا جائے چاہے وہ اپنا ہو یا پرایا تو اسے اپنے آپ کو صاف اور پاک کرنے کی خاطر بکری کی قربانی دینی پڑتی ہے۔

بشالنی سے واپسی

جو بھی عورت وہاں اپنی مخصوص معیاد پورا کر لیتی ہے۔ تو بشالی سے سیدھی دریا یا ندی پر چلی جاتی ہے۔ وہاں نہاتی ہے اپنے آپ کو صاف کر لیتی ہے کپڑے دھوتی ہے، بالوں میں کنگھی کرتی ہے۔ صابن یا ایک خاص قسم کی مٹی آئینہ اور کنگھی پتھر کے نیچے مقام پر چھپا کر رکھ دیتی ہے اور پھر دوسرے راستے سے گھر واپس چلی جاتی ہے۔

بچہ کی پیدائش

جب بچہ بشالی کے اندر پیدا ہو جاتا ہے تو اس کا ناف تیز چاقو یا تیز پتھر سے کاٹ دیا جاتا ہے اور اس زائد حصہ کو بشالینی کے قریب درخت کی جڑ میں دفنا دیا جاتا ہے۔ کیونکہ یہ سب سے زیادہ ناپاک تصور کیا جاتا ہے اور زچگی والی جگہ پر راکھ ڈالی جاتی ہے اور اسے صاف کیا جاتا ہے۔

شادی، طلاق اور اغوا

کالاش لوگ جتنے امن پسند اور پرسکون لوگ ہیں اتنے ہی رومان پرور بھی ہیں۔ چونکہ وہ زندگی سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں۔ اس لیے وہ لڑکیوں سے محبت بھی کرتے ہیں اور محبت کے گیت بھی الاپتے ہیں وہ کسی لڑکی کے لیے اپنے دل میں محبت کے جذبات رکھنا اور اس کے ساتھ رومانی قسم کی گفتگو کرنا ہر کالاشی کا پیدائشی حق سمجھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان معاشقوں میں کوئی دخل اندازی نہیں کرتا ان کے اسی خیال کی روشنی میں وہاں اغوا کرنا یا کسی کے ساتھ اپنی مرضی سے جانے کو شرم کی اور بری بات نہیں سمجھا جاتا۔

کالاش قبیلہ میں عام طور پر تین قسم کی شادیاں کرنے کا رواج ہے۔ جو حسب ذیل ہیں۔

کھوجلی جا:

یہ شادی منگنی کے ذریعے بڑی سادگی کے ساتھ سرانجام پاتی ہے۔ منگنی لڑکی اور لڑکے کے والدین کی رضامندی سے ہوتی ہے۔ لڑکا یا لڑکی اپنی مرضی سے والدین کو آگاہ کر دیتے ہیں۔ لڑکے کے والدین لڑکی کے گھر جاتے ہیں اور رشتہ مانگتے ہیں بعد میں لڑکی کے عوض لڑکی کے والدین کو نقدی، گائے، بیل، گھی، غلہ اور بندوق وغیرہ چیزیں دی جاتی ہیں۔ پھر شادی کے لیے لڑکے والے جاتے ہیں اور لڑکی کو گھر لے آتے ہیں۔ لڑکی شوہر کے گھر میں کچھ دن گذارنے کے بعد والدین کے گھر جاتی ہیں۔ والدین کے گھر میں چند دن گذارنے کے بعد وہ واپس شوہر کے گھر آ جاتی ہیں۔ والدین دیگر سامان کے علاوہ اسے ایک بکرا دے دیتے ہیں۔

اڑاشنگ جا

اس شادی میں والدین کی مرضی نہیں ہوتی۔ بلکہ یہ دونوں کی آپس کی محبت کے نتیجہ میں ہو جاتی ہے۔ لڑکی والدین کو بتائے بغیر لڑکے کے ساتھ بھاگ جاتی ہے والدین اس قسم کی لڑکی کو اپنے گھر میں آنے نہیں دیتے۔ اس لیے لڑکی والدین کے گھر سے باہر کسی اور جگہ رہتی ہے۔ لیکن جب اس قسم کی شادی کو تین مہینے گذر جاتے ہیں تو پھر والدین لڑکی کو اپنے گھر لے آتے ہیں۔ پھر دونوں طرف سے یعنی ایک بکرا، لڑکی والے والدین اور ایک بکرا لڑکے والے والدین بطور قربانی لے کر دیوتا کے مالوش میں جاتے ہیں۔ وہاں دونوں بکروں کو ذبح کر کے گناہوں کی قربانی دی جاتی ہے۔ اس کے بعد سارے اپنے گھروں کو واپس آ جاتے ہیں اور لڑکی کے والدین اپنی مالی حیثیت کے مطابق لڑکی کو کچھ مال مویشی وغیرہ دے جاتے ہیں۔ اور بعد میں کسی بھی فرد کو اس قسم کی شادی پر کوئی بھی اعتراض نہیں ہوگا۔

اڑاشنگ

یہ تیسری قسم کی شادی دیگر دو قسم کی شادیوں سے مختلف ہے۔ جس میں لڑکی کو اغوا کر لیتے ہیں۔ بشرطیکہ لڑکی راضی ہو۔ یا لڑکی خود لڑکے کے پاس چلی جائے، تو اس کو کالاش کی زبان میں ''لوالی'' کہتے ہیں۔ اب اگر اغوا شدہ لڑکی غیر شادی شدہ ہو۔ تو یہ کوئی خاص بات نہیں

ہوتی اور نہ کوئی بڑا مسئلہ سمجھا جاتا ہے کیونکہ وہ کسی کی بیوی نہیں ہوتی۔ لیکن اگر شادی شدہ لڑکی کے ساتھ ئوالی والی شادی ہو جائے، تو دوگ وصول کی جاتا ہے دوگ ایک بڑا دلچسپ منظر ہوتا ہے دوگ کا طریقہ یہ ہے وہ مرد جو اغوا شدہ لڑکی کا شوہر ہے۔ وہ شادی کے وقت ادا کردہ اپنے مال کو دوگنا وصول کرتا ہے۔ مثلاً اس نے شادی کے وقت اپنی بیوی کو پانچ سو روپے، چار بکریاں، دو بندوق اور دو بیل دیئے ہیں۔ تو پھر وہ ایک ہزار روپیہ، آٹھ بکریاں، چار بندوق اور چار بیل وصول کرے گا۔ یعنی دی ہوئی چیز دوگنی مقدار میں وصول کرے گا اور جب یہ تمام سامان اسے مل جائے گا تو اس لڑکی کو طلاق شدہ لڑکی تصور کرلیا جائے گا اور اپنے نئے شوہر کے ساتھ چلی جائے گی۔ لیکن اس کے بعد آپس کے خاندانوں میں کوئی دشمنی اور کوئی مقدمہ بازی نہیں ہوگی۔

کالاش معاشرے میں خاندان اور مرد کی پوزیشن کا تعین بیویوں کی تعداد پر کیا جاتا ہے۔ کہ ایک آدمی کی جتنی زیادہ بیویاں ہوں گی۔ اتنی ہی اس کی پوزیشن اونچی ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ چار یا پانچ تک بیویاں رکھی جا سکتی ہیں لیکن یہ بھی خیال رکھتا جاتا ہے کہ شادی کے بعد اگر کوئی بیوی بچے کو جنم دے دے تو پھر وہ نہ خود کسی کے ساتھ بھاگ سکتی ہے اور نہ کوئی دوسرا اسے اغواء کرسکتا ہے۔ اگرچہ کالاش مرد، بیوی سے بہت زیادہ کام لیتا ہے اور سوسائٹی میں اسے کوئی اونچا مقام بھی نہیں دیتا ہے۔ پھر بھی ان کی یہ بات قابل تحسین ہے کہ وہ نہ کبھی بیوی کو مارتا ہے اور نہ اسے برا بھلا کہتا ہے۔ لیکن اگر دوگ کو گہری نظر سے دیکھا جائے تو یہ کمانے کا ایک بہترین ذریعہ بھی ہے کیونکہ ان میں ایسی خواتین بھی موجود ہیں جن کے مسلسل شوہر تبدیل کرنے سے دوگ کی مالیت ہزاروں بلکہ لاکھوں تک پہنچ گئی ہے اور اس طرح نقدی کے علاوہ بہت سی زمین اور جنگل کے قیمتی درخت بھی اس کی ضد میں آچکے ہیں ان میں ایسی خواتین بھی شامل ہیں۔ جو محبت کے ہاتھوں اور دوگ کی رقم کے لالچ میں آکر اپنے بچوں کی پرواہ تک نہیں کرتیں۔ جونہی ان کو کوئی مرد پسند آیا۔ تو وہ اپنے سابقہ شوہر اور اپنے بچوں کو چھوڑ چھاڑ کر نئے عاشق کے ساتھ چلی گئیں۔ اگرچہ یہ عام طور پر ایک ہی شادی کو پسند کیا جاتا۔

رقص اور موسیقی

رقص اور موسیقی ان کی زندگی کا جزو لاینفک ہے۔ جو ان کی مذہبی اور غیر مذہبی زندگی کا محور ہے۔ چاہے خوشی ہو اور یا کوئی مذہبی تہوار اور پروگرام ہو رقص اور موسیقی اس میں جاری و ساری ہوگی۔ یہی وجہ ہے کہ ان کے ہاں رقص اور موسیقی کے لیے پیشہ ور لوگ نہیں ہوتے بلکہ ہر کالاش اس فن میں ماہر ہوتا ہے۔ رقص کے بارے میں ان کا عقیدہ ہے کہ اس سے بد روحیں بھگائی جاتی ہیں اور مردے کی روح خوش ہو جاتی ہے زمین رقص سے خوش ہو جاتی ہے اور تازہ دم ہو کر خوب فصل اگاتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خاص تہواروں اور رسومات کے علاوہ بھی وہ ہر شام ایک جگہ جمع ہو کر کھلے میدان میں ناچتے ہیں جس میں سب شریک ہو کر برابر حصہ لیتے ہیں ہاتھوں میں ہاتھ دے کر قطاریں بناتے ہیں اور ڈھول کی تھاپ پر ناچنا شروع کرتے ہیں اور اپنے لوک گیت گاتے ہیں اس کے علاوہ ان کے رقصوں کو تین اقسام میں تقسیم کیا جا سکتا ہے۔ مذہبی گیت ''دوشا'' موت اور جنازہ کا گیت ''درازالیک'' اور شادی کا گیت ''چا'' وغیرہ۔

ان کی موسیقی کے الات بڑے مختصر ہوتے ہیں۔ ایک چھوٹا ڈھول ایک بڑا ڈھول اور ایک بانسری، ڈھول کو ان کی زبان میں پھمڑک اور بانسری کو بیلو یا مرلی کہتے ہیں۔ یہاں کی لڑکیاں مرلی بجانے میں بڑی ماہر ہوتی ہیں۔ دن کے وقت جب وہ اپنی بکریاں چرا رہی ہوتی ہیں۔ تو خوب صورت انداز میں مرلی بجاتی ہے۔ جسے سن کر ایک اور وادی سے اس کی سہیلی مرلی ہی سے اس کا جواب دیتی ہے۔ ان رقص اور موسیقی سے ہر کوئی محظوظ ہو سکتا ہے۔ شمولیت پر نہ کوئی پابندی ہے اور نہ اس کے لیے کوئی ٹکٹ اور نہ کوئی فیس وغیرہ ہوتی ہے۔

ان کے رقص اور موسیقی کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے کیونکہ پہاڑی علاقوں کے رقص و موسیقی صرف دل لبھانے کے لیئے نہیں ہوتے۔ بلکہ اس میں مختلف کرتب اور گر سکھائے جاتے ہیں۔ کہ دشمن کے حملے کے وقت دفاع کیسے کیا جائے، دشمن پر حملہ کے وقت کیا کیا جائے۔ خوشی کا اظہار کس سر سے کیا جائے اور غمی کا انداز کیسا ہو۔ جب دور کے لوگ اسے سنتے ہیں تو پوچھے بغیر سمجھ جاتے ہیں۔ کہ دور کی وادی میں کیا کچھ رونماں ہوا ہے اور پھر اس

تک پہنچنے کے لیے اعلان کو سنا جاتا ہے اور فوراً اسی جگہ پر پہنچنے کی کوشش کرتے ہیں۔

لوک گیت

اگر چہ تا حال کالاش لوک گیتوں پر کوئی خاص کام اور مستند کام نہیں ہوا ہے۔ حالانکہ اس پر کام کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ ان لوگ گیتوں کی وجہ سے ان کے قدیم مذہب، وطن تاریخ اور ثقافت کے بارے میں اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔ یہی لوک گیت درحقیقت ان کی غیر تحریری کتابیں، غیر تحریری قانون، ان کے اخبارات اور ان کے ہر قسم کی معلومات کے خزانے ہیں۔ ان کی چند لوک گیت کچھ یوں ہیں۔

اُوکم باوَشی کموسی، چستکم پوری گندیا
ہوچوتا متروک نیال
سوس چالوگوایلیااو
می داداسوائے پاوَر
انج اُنجو پرامایااگی او
بروبرون، بروبرن، شردرون

ترجمہ: بہار کا وقت ہے تو میری طرف آ جا
اے میرے پھول تو میری طرف آ جا
تا کہ میرا دماغ بھی تمہاری خوشبو سے معطر ہو جائے
اے دیوتا کی روشنی! میں تمہارے حضور میں آ تا ہوں
یہ بہار کا موسم ہے اور پہاڑوں میں تمام ہرن واپس چلے گئے ہیں
واپسی پر وہ اپنی ڈھول چھوڑ گئے

ماتمی گیت

اے بہادروں نے تو اپنی زندگی میں شیروں کو بھی چیر پھاڑ دیا، کبھی کسی طاقت ور جانور سے بھی شکست نہ کھائی یہ آج موت سے کیوں ہار گئے۔

ان کا ایک گیت برہ کے نام سے مشہور ہے۔ جب بوڈالک پہاڑوں میں ہوتا ہے تو ان کی آمد اور انتظار میں یہ گیت گایا جاتا ہے۔

اے بوڈالک! تم دلدلوں میں پھر رہے ہو اور گائے کا تازہ دودھ پیتے ہو ذرا یہ تو خیال کرو، میں اس وقت برف سے ڈھکی ہوئی پہاڑیوں میں کانپ رہی ہو۔ خشک میوے، انگور اور سیب کھاتی ہوں اور تمہارے انتظار میں دن بسر کر رہی ہوں۔ مجھے یہ بتاؤ کہ تم کب واپس آ ؤ گے اور کیا تم آتے ہی چلم جوش کے تہوار پر مجھے اپنی بانہوں میں لے لو گے۔

میں تمہارے لیے ہر روز اپنے بالوں کو کنڈل دار بناتی ہوں اور میری آنکھیں تمہاری راہ دیکھ رہی ہیں تم آ ؤ گے تو میں تمھیں ان انکھوں کی گہرائیوں میں جذب کر لوں گی۔ تم نے چھ مہینے تک بڑا دکھ اٹھایا ہے اور میں تمہاری ٹانگوں کی ساری تھکن نچوڑ لوں گی۔

پتلا سازی اور تدفین

اگر کافروں میں کسی کا باپ مرجائے اور خاندان مالدار اور صاحب ثروت ہو تو وہ مرنے والے کی یادگار کے طور پر اس کی شکل کا لکڑی کا ایک بت، پتلا یا مجسمہ بنوا کر اس بڑے راستے میں کھڑا کر دیتے ہیں جو قبرستان جاتا ہو اس مجسمے کو وہ اپنی زبان میں کنڈارک (Kundarik) کہتے ہیں۔ اس کے بنانے کے انداز مختلف ہوتے ہیں۔ مثلاً ایک مجسمہ مکمل جسم کا دوسرا مجسمہ گھوڑے پر اور تیسرا دو گھوڑوں پر سوار بنایا جاتا ہے۔ یا کرسی پر بیٹھے ہوئے بھی بنایا جاتا ہے۔ گھوڑے پر سوار کو استواری اور کرسی پر بیٹھے ہوئے کو کرسی وال کہتے ہیں۔

اگرچہ ان کا کہنا یہ ہے کہ پتلے سے مردہ کی روح خوش رہتی ہے اور جب تک یہ پتلا کھڑا رہے، روح آرام سے رہتی ہے۔ لیکن اس کے علاوہ یہ حسب نسب اور یاد تازہ کرنے کے لیے بھی کھڑا کیا جاتا ہے۔ اس سے مردے کے معاشرتی مقام کا تعین کیا جاسکتا ہے۔ کیونکہ اس پر بہت زیادہ خرچ کیا جاتا ہے۔ پہلے تو بڑھئی سے قیمتاً مجسمے بنوائے جاتے ہیں۔ پھر جب یہ تیار ہو جاتے ہیں تو پوری آبادی کو ایک سے لے کر تین دن تک کھلایا پلایا جاتا ہے جس میں بکریاں، گھی، مکھن، گندم وغیرہ استعمال کی جاتی ہے۔ پھر اس کو ایک بڑے جلوس کی شکل میں لے جا کر راستہ میں کھڑا کیا جاتا ہے۔ جہاں رقص اور جشن کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ درحقیقت پتلا سازی، فخر، عزت اور سماجی حیثیت کی غمازی کرتی ہے۔ لیکن ایسا عام مردوں کے لیے نہیں کیا جاتا۔

صرف اور صرف خاص خاص مردوں کے لیے کیا جاتا ہے۔ مثلاً کوئی خاص صاحب

ثروت ، ملک ، چودھری یا کوئی زیادہ بہادر آدمی ہو ، ورنہ عام مردوں کو عام طریقہ سے صندوق میں بند کر کے صندوق کو قبرستان (مُڈاژاہو) میں رکھ کر اس کے اوپر بھاری پتھر رکھ دیتے ہیں، صندوق کو زمین میں دفن نہیں کرتے بلکہ زمین کے اوپر یا پتھروں کے اوپر رکھ دیتے ہیں خواتین کو قبرستان کے ایک الگ حصہ میں رکھتے ہیں اور ان کے ساتھ ان کے زیورات اور کپڑے وغیرہ رکھ دیتے ہیں۔ اسی طرح مردوں کے ساتھ ان کے کپڑے وغیرہ رکھ دیتے ہیں۔ مردے کے ساتھ پانی کا کٹورا اور روٹیاں رکھ دیتے ہیں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ پریاں مردے سے کھانے کے لیے کچھ مانگ لیتی ہیں۔

خاص خوراک

عام طور پر کالاش بڑی سادہ خوراک کھاتے ہیں۔ روٹی، گھی، خوبانی، یا انگور کے ساتھ کھا لیتے ہیں۔ لیکن تہواروں پر جی بھر کے خرچ کرتے ہیں۔ اس موقع پر خوب گوشت کھاتے ہیں۔ گھی دودھ اور پنیر کا خوب استعمال کرتے ہیں۔ شراب پیتے ہیں اور شراب، پنیر، گوشت اور پھل پھول کا موسم گرما میں ذخیرہ کر کے موسم سرما کے لیے جب پوری وادی سخت برف باری کی وجہ سے ڈھک جاتی ہے اور کھانے پینے کی عام اشیاء نہیں ملتیں۔ رکھ لیتے ہیں۔ اور اس موسم میں استعمال میں لاتے ہیں۔

پنیر کو ایک عجیب طریقہ سے ذخیرہ کر لیتے ہیں۔ گھر کے قریب چشمے کے کنارے پتھر سے زمین کھود کر ایک گڑھا بنا لیتے ہیں پھر پنیر کو درخت کی چھال میں بند کر کے ٹھنڈے چشمے کی ٹھنڈی زمین میں کھدے ہوئے اس گڑھے میں دبا دیتے ہیں۔ گڑھے کے اوپر پتھر رکھ کر مخصوص نشان لگا دیتے ہیں۔ اس طرح اس جگہ کا پنیر کئی سالوں تک محفوظ رہتا ہے۔ اگر چہ اس کا رنگ پیلا پڑ جاتا ہے۔ لیکن ان کو یہی پسند ہوتا ہے کیونکہ ان کا خیال ہے کہ خوراک کے علاوہ یہ پنیر دوا کا کام بھی دیتی ہے۔

ہر قسم کے جشن اور قربانی کے موقعوں پر بکرے ذبح کیے جاتے ہیں۔ گوشت کو صرف پانی اور گھی میں خوب ابالا جاتا ہے۔ اچھی طرح گلنے کے بعد گوشت کو بڑے بڑے برتنوں میں الگ کیا جاتا ہے اور گوشت کے پانی میں مکئی کے آٹے سے ایک قسم کا حلوہ تیار کیا جاتا ہے۔ جسے وہ جشن کہتے ہیں۔ اس جشن کو پلیٹ کے بجائے روٹی کے اوپر رکھ کر سب میں تقسیم کیا جاتا

ہے۔ گوشت کو اس کی خالص ابلی ہوئی حالت میں کھاتے ہیں۔ کوئی مرچ مصالحہ وغیرہ شامل نہیں کرتے۔

توہمات کی دنیا

کالاشیوں کی زندگی مختلف توہمات سے بھری پڑی ہے۔ جن سے ان کی مذہبی، نفسیاتی اور معاشرتی زندگی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

پریاں

پریاں پہاڑوں کی چوٹیوں پر رہتی ہیں اور انسانی زندگی پر اچھا یا برا اثر ڈالتی ہیں۔ یہ لوگ پہاڑوں میں بعض خاص خاص جگہوں پر جا کر ان پریوں کی خدمت میں چیزیں پیش کرتے ہیں اور ان سے مدد مانگتے ہیں۔

نظر بد

کسی کو نظر لگ جائے تو دیہار یعنی مذہبی پیشوا کے ذریعے پتہ لگایا جاتا ہے کہ بیمار شخص کو کس نے نظر بد لگائی ہے۔ جس شخص کی نظر بد لگی ہو اس کے چرمی موزوہ کو جلایا جاتا ہے اور جس کو نظر لگی ہو اس کے منہ اور ناک میں اس کی دھونی دی جاتی ہے۔

خراب موسم

موسم اس وقت خراب ہو جاتا ہے۔ جب کوئی عورت، مرغی، انڈے وغیرہ اور یعنی متبرک جگہوں اور عبادت گاہوں میں پہنچ جاتی ہیں۔

ٹوٹا ہوا تارہ

یہ دونوں عاشق و معشوق لیلیٰ اور مجنوں ہیں۔ جو ایک دوسرے کے پیچھے بھاگتے ہیں۔

کہکشاں

یہ اس گرد غبار کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے جب آسمان پر رہنے والے ایک گھوڑے اور ایک گائے کے درمیان دوڑ ہو رہی ہو

آسمانی بجلی

بجلی اسی وقت کڑکتی ہے جب پریاں گھوڑوں پر سوار ہو کر ایک دوسرے کے ساتھ لڑتی ہیں

اور بجلی اس وقت چمکتی ہے جب وہ ایک دوسرے پر اپنے نیزوں سے وار کرتی ہیں۔

فال نکالنا

علاقہ بریر میں پرانے زمانے کی ایک انگوٹھی ہے۔ جس میں ایک سوراخ ہے۔ اس انگوٹھی کے سوراخ میں دیکھ کر فال نکالی جاتی ہیں۔ لیکن اس انگوٹھی کو صرف خواتین استعمال کر سکتی ہیں۔ مرد اس کے بجائے کمان استعمال کرتے ہیں۔ اگر فال نکالتے وقت کمان ہل جائے تو مراد بر آئے گی

قبرستان:

ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ قبرستان میں سے درخت نہیں کاٹنے چاہیے ان کا خیال ہے کہ بعض روحیں ان درختوں میں رہتی ہیں اگر ان درختوں کو کاٹ دیا جائے تو روحوں کو بہت زیادہ عذاب ہوگا۔ جب مردے کو چارپائی پر قبرستان لے جاتے ہیں تو چارپائیاں وہاں پھینک دیتے ہیں۔ گھر واپس نہیں لاتے۔

بارش

جب کوئی مہمان آتا ہے۔ تو بارش ضرور برستی ہے

سینگ

ہر گھر میں بکرے کی دو سینگ اور کچھ پتے لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اگر کوئی ان سینگوں کو ہاتھ لگائے گا تو بیمار ہو جائے گا۔

خوراک

مردے کے ساتھ خوراک رکھ لیتے ہیں۔ کیونکہ جن اور پریاں مردے سے کھانے کے لیے کچھ طلب کرتی ہیں۔

مرغ

مرغ نہ کھاتے ہیں اور نہ پالتے ہیں کیونکہ ان کے ہاں مرغ حرام ہے اور شیطان کا مظہر سمجھا جاتا ہے۔

ہندسہ:

ان کے ہاں بیس کا ہندسہ بہت زیادہ قابل تعظیم ہے۔

ہار

مہمان کو رخصت کرتے وقت اس کے گلے میں میووں کا ہار ڈالا جاتا ہے۔

رقص

مئی کے جشن میں ناچ کے دوران ہر عورت دوسری عورت کا ہاتھ پکڑنے کی کوشش کرتی ہے۔ کیونکہ ہاتھ چھوٹ جائے تو بدشگونی ہے۔ یہ عورت اسی سال مر جائے گی۔

پیاز: پیاز ان کے ہاں متبرک ہے اور اسے جنت کا پھل تصور کیا جاتا ہے۔

مقدس مہینے

ان کے ہاں مارچ، اپریل اور مئی کے مہینے مقدس مانے جاتے ہیں۔ جو کوئی بھی ان مہینوں میں مر جائے تو اس کی موت کو ایک مقدس موت خیال کیا جاتا ہے۔

بکرا: کوئی کالاش اپنا پالا ہوا بکرا نہ تو ذبح کرتا ہے اور نہ اس کا گوشت کھاتا ہے۔

پیالہ: جس پیالہ میں مرد پانی پی لیتا ہے عورت اسے ہاتھ نہیں لگا سکتی۔

زکوٰۃ

کافروں میں زکوٰۃ دینے کا رواج بھی ہے اور اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کے پاس ساٹھ سے زیادہ بکرے ہوں تو وہ باقی تمام بکرے ذبح کر کے آبادی میں تقسیم کرے گا اور اس کے ساتھ ہی گھی اور چاول بھی دے گا۔ ورنہ اس آدمی پر بہت بڑی آفت آ جائے گی۔ ان بکروں میں ایک بکرا ملوش دیوتا کی نذر بھی کیا جاتا ہے۔

چاند گہن

جب چاند یا سورج کو گہن لگتا ہے تو تمام کافر ایک جگہ جمع ہو کر طبل اور گھنٹے بجاتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ گہن کا مطلب چاند یا سورج پر کسی مصیبت کا نزول ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ ایک شیر چاند یا سورج کو کھانے کے لیے آیا ہے۔ اور ہمارے طبل اور گھنٹوں کی آواز سے ڈر بھاگ جائے گا۔

روٹیاں: تہواروں کے موقع پر چھوٹی چھوٹی روٹیاں پکا کر جنگل میں پھینک دی جاتی ہیں ان کا خیال ہے کہ ان کے مردوں کی بھوکی روحیں کھا کر اپنا تہوار بھی منالیں گی اور ان کو بھی پریشان نہیں کریں گی۔

بارش: جب ان کی وادیوں میں بارش مسلسل ہوتی رہے اور موسم خراب رہے۔ تو عورتیں اپنے بچوں اور دیگر ساز و سامان کو ساتھ لے کر وادیوں سے باہر چلی جاتی ہیں اور یہ گیت گاتی ہیں اے خدا اگر یہ تمہارا کالاش (بمبوریت) ہے تو اس کو واپس لے لو اور ہمارا سیام ہمیں لوٹا دو۔ تب قبیلے کے بزرگ انہیں دلاسہ دیتے ہیں اور ان کو واپس لے آتے ہیں۔

زلزلہ: جب کوئی مکھی اس بیل کے کان، پیٹھ یا ناک پر بیٹھتی ہے جس نے دونوں سینگوں سے زمین کو پکڑ رکھا ہے تو زلزلہ آجاتا ہے۔

کالاش حکومت کیسے ختم ہوئی

بادشاہ راجہ وئی بمبوریت کا آخری حکمران تھا ایک دن جب وہ اپنے شکار سے واپس گھر آرہا تھا۔ اس نے اپنی بیٹی کو چارپائی پر پڑے دیکھا یہ آدھی رات کا وقت تھا اور وہ بڑی حسین لگ رہی تھی۔ اس لیے یہ اس کے ساتھ لیٹ گیا صبح کے وقت اسے اپنے اس فعل پر ندامت ہوئی وہ بڑا خوفزدہ ہوا۔ اس نے اپنی گردن میں رسی ڈالی اور ایک بیل قربانی کے لیے مہاندیو کی قربان گاہ میں لے گیا۔ لیکن مہاندیو نے اس کی قربانی کو قبول نہیں کیا۔ راجہ وئی کی خوش قسمتی تھی کہ اسے مہاندیو کی اپنی بھتیجی کے ساتھ تعلقات کا علم تھا اور یہ بات اس نے چپکے سے مہاندیو کے کان میں کہی۔ پس مہاندیو کے اس کی قربانی قبول کرلی۔ اس واقعہ کے بعد راجہ وئی نے مردوں اور عورتوں میں دو سال کے لے مباشرت پر پابندی لگائی معیاد ختم ہونے کے بعد لوگ جمع ہو کر اس کی بیٹی کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ راجہ وئی سے یہ پابندی اٹھانے کو کہے اس کی بات مانی گئی اور پابندی اٹھائی گئی اسی ملاپ کے نتیجے میں ایک سو اسی لڑکے اور بہت سی لڑکیاں پیدا ہوئیں۔ پندرہ سال بعد راجہ وئی نے ایک بڑا لشکر لیا جس میں یہ لڑکے شامل تھے اور باش گل پر حملہ کیا۔ اس نے ان کے مرکزی گاؤں لوٹ دہ پر قبضہ کرلیا اور اپنے ساتھ بہت سا مال غنیمت لایا جس میں بہت سی جوان لڑکیاں بھی تھیں جب وہ بمبوریت واپس آرہا تھا تو اس نے لڑکوں کو ننگا کر کے ان سے کہا کہ رقص کریں۔

اس کے اس فعل کے دیوتاؤں کو ناراض کر دیا اور دیہار نے پیش گوئی کی کہ دیوتاؤں نے راجہ وئی کی حکومت اور خاندان پر غضب ڈالا ہے۔ یہ بات سچ ثابت ہوئی کیونکہ اس کے خاندان پر بڑی مصیبتیں آئیں اور اتنی زیادہ کہ پھر ان سے کوئی اس کا جانشین ہونے کے لیے نہ رہا اور کالاش گم چترال کے مسلمان حکمرانوں نے فتح کر لیا۔

عورت کے لیے نر مویشی کا گوشت کھانا منع ہے۔

بالان گودرو کے ایک جھیل بیوک وار ایک زرخیز چراگاہ ہے۔ جو سوجی پری کی ملکیت ہے اور کوئی اس جھیل میں جانے یا وہاں بکریاں چرانے کی جرات نہیں کر سکتا۔ کیونکہ ایسا کرے سے مصیبت آ جاتی ہے۔ مثلاً طوفان، باران، زلزلہ اور پتھر گرنا۔

تقریب میں پابندی

جس کی بیوی مر جائے وہ ایک مہینے تک کسی تقریب وغیرہ میں حصہ نہیں لے سکتا۔ بکریوں کے باڑے میں نہیں جا سکتا۔ جس روز کوئی قبرستان جائے وہ اس دن کسی تہوار میں حصہ نہیں لے سکتا۔

قوس وقزح

یہ ایک آنکھ والے دیوتا کا سایہ ہے۔ جو اونچے پہاڑوں میں چشموں میں رہتا ہے جب وہ ایک چشمہ چھوڑ کر دوسرے میں جاتا ہے۔ تو دیکھا جاتا ہے۔ جو گھر اس کے نیچے آ جاتا ہے تو خیال کیا جاتا ہے کہ آفت آ جائے گی اس لیے اس آفت آ جائے گی اس لیے اس آفت کو ٹالنے کے لیے بکرے کی قربانی دی جاتی ہے۔ دوسرا یہ کہ اگر قوس وقزح کے نیچے سے لڑکی گذر جائے تو وہ لڑکا بن جائے گی اور اگر لڑکا گذر جائے تو وہ لڑکی بن جائے گا۔

کہکشاں

یہ گائے اور گھوڑے کے درمیان دوڑ کی وجہ سے گرد ہے۔ گائے نے گھوڑے کو بددعا دی تھی۔ اس لیے یہ جفتی نہیں کر سکتا۔ اس کے بدلے میں گھوڑے نے گاہے کو بددعا دی اور اس کے پاؤں دو حصوں میں تقسیم ہو گئے۔

چاند کے دھبے

چاند میں جو کالے دھبے ہیں یہ درحقیقت بکریاں ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ ایک مرتبہ چاند زمین پر اتر آیا اور کچھ چرواہے بکریوں اور کتوں کے ساتھ اس میں بیٹھ گئے اور وہ اس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ چاند اوپر آسمان کو چلا گیا وہ اب تک وہاں ہیں اور چاند پورا ہو تو وہ دیکھے جا سکتے ہیں۔

گھوڑا: جانوروں میں سب سے پہلے پیدا کیا گیا اور اسے بالومیاں نے پہلے استعمال کیا۔

موت: جب موت واقع ہو جائے تو مباشرت نہیں کرتے، کپڑے نہیں دھوتے ،لباس نہیں بدلتے عورت بڑی ٹوپی کے نیچے والی چھوٹی ٹوپی نہیں پہنتی۔

مویشیوں کی بیماری

یہ مرض تب آتا ہے جب مرد اور عورت مقدس جگہوں یا مویشی خانوں میں زنا کریں۔

زمین: مقدس جانی جاتی ہے اور اس کی سرسبزی اور شادابی کے لیے قربانی دی جاتی ہے۔

چارپائی: کافر لوگ شام کے کھانے سے قبل اپنے سونے کے لیے چارپائی بچھا دیتے ہیں۔ لیکن شام کے کھانے کے بعد وہ ان چارپائیوں کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل نہیں کر سکتے۔

زلزلہ: جب زلزلہ آتا ہے تو یہ لوگ بھاگ کر اپنے کمروں میں چھپ جاتے ہیں اور وہاں آگ جلا کر اس پر آٹا چھڑکتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ یہ زلزلہ نہیں بلکہ دیوتاؤں کا غضب نازل ہوا ہے۔

کافر بننا: جب چھوٹے بچے پہلی بار کپڑے پہنتے ہیں تو ایک بکرا ذبح کیا جاتا ہے اور بکرے کا خون بچے کی پیشانی پر ملا جاتا ہے۔ جس کے بعد وہ کافر سمجھا جاتا ہے۔

بیل: کھیتوں میں جوتنے سے ایک ماہ پہلے بیلوں کو جمع کر کے ان پر دودھ ڈالا جاتا ہے اور ان کی مضبوطی کے لیے دعائیں مانگی جاتی ہیں۔

تہوار

کالاش تہواروں کا تعلق ان کے مذہب سے ہے۔ کیونکہ دیوتاؤں کو خوش کرنے کے لیے سال کے مختلف حصوں میں تہوار مناتے ہیں۔ جن میں عجیب و غریب رسومات ادا کرتے ہیں۔ ان کے بعض تہوار اپنی اپنی وادی تک محدود ہوتے ہیں۔ لیکن بعض بڑے اور

اہم تہواروں میں پوری کالاش آبادی حصہ لیتی ہے۔ یہ تہوار میلے اور جشن وہ اپنے کیلنڈر کے مطابق سال کے مختلف موسموں، مہینوں اور دنوں میں مناتے ہیں۔ جس پر وہ دل کھول کر خرچ کرتے ہیں اور بڑی بڑی قربانیاں دیوتاؤں کے حضور پیش کرتے ہیں ان کے بڑے بڑے اور قابل ذکر تہوار ہیں۔

چلم جوشت یا جوشی:

یہ موسم بہار کا جشن ہے۔ جو ماہ مئی کے وسط میں جوش وخروش سے منایا جاتا ہے جب بھیڑ بکریوں کو چراگاہوں پر لے جانے کا وقت آتا ہے تو یہ تہوار منایا جاتا ہے۔ اس کے لیے کئی دنوں سے دودھ جمع کیا جاتا ہے اور جشن کے دن تک گھروں میں دودھ کے استعمال کو ممنوع تصور کیا جاتا ہے۔ تاکہ جشن کے دوران جو کہ تین دن تک جاری رہتا ہے، دودھ بالائی، پنیر وغیرہ سے مہمانوں کی خاطر مدارت کی جاتی ہے۔

جشن کے دن پہلی بار دودھ کے مختلف کھانے پکائے جاتے ہیں اور مالوش پر جانوروں کی قربانیاں پیش کی جاتی ہیں۔ مرغزاروں اور سبزہ زاروں سے پھول چن لیے جاتے ہیں اور دوستوں اور رشتہ داروں کو پیش کرنے کے لیے ان سے ہار اور گلدستے بنائے جاتے ہیں۔ اس موقع پر گھروں، عبادت گاہوں، مویشی خانوں اور دوسری جگہوں کو سبز پتوں سے سجایا جاتا ہے اور صبح سے رات تک کھلی ہوا میں رقص وسرور کی محفلیں منعقد کی جاتی ہیں۔

اچال

یہ ایک چھوٹا سا تہوار ہے۔ اس کا تعلق فصلوں کی کٹائی سے ہوتا ہے۔ جب جولائی کے وسط میں فصل کٹائی کے قابل ہوتی ہے۔ تو اچال کا تہوار منایا جاتا ہے۔ اس تہوار میں فصل کٹائی کے قابل ہوتی ہے۔ تو اچال کا تہوار منایا جاتا ہے۔ اس تہوار میں روایتی کھانے پکتے ہیں، رقص وسرور کی محفلیں ہوتیں ہیں، مالوش پر جانوروں کی قربانیاں دی جاتی ہیں اور فصلوں کی کٹائی شروع کی جاتی ہے رقص وسرور کی علاوہ دیوتاؤں کے حضور گندم اور دودھ سے بنی ہوئی چیزوں کے نذرانے پیش کیے جاتے ہیں۔

پوڑ

یہ تین روزہ جشن ستمبر کے آخری ہفتے میں منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار چرواہوں اور مویشیوں کے گلوں کی پہاڑی چراگاہوں پر گرمیاں بخریت گذار کر واپس وادی میں آنے کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔ اس جشن کے لیے یہ لوگ خصوصی طور پر انگور اور اخروٹ کے پھلوں کو درختوں سے اتارے بغیر محفوظ رکھتے ہیں۔ تہوار کے لیے بطور خاص انگوروں کا رس نچوڑا جاتا ہے اور قسم قسم کے مشروبات تیار کئے جاتے ہیں۔ اس تہوار پر پھلوں کے ساتھ ساتھ گوشت پنیر، دودھ، گھی اور شراب کی فروانی ہوتی ہے۔ یہ وہی تہوار ہے جس میں بڈالک (Badalak) کالاش معاشرے کا ہیرو بنتا ہے۔ بڈالک وہ جوان ہوتا ہے جس کا انتخاب پہلے ہی سے کر کے اسے پہاڑوں میں بھیجا جا چکا ہوتا ہے۔ جہاں اسے خاص خوراک، دودھ اور مکھن مہیا کیا جاتا ہے۔ جب بڈالک کسی وادی میں مقیم ہو تو وہاں سے کوئی بھی خاتون نہیں گزر سکتی چاہے وہ اس کی ماں ہی کیوں نہ ہو، بڈالک کی واپسی پر اس کا استقبال بڑے پرتپاک واحتشام سے کیا جاتا ہے۔ گلدستے پیش کئے جاتے ہیں۔ انگور، پنیر، شہد اور شراب سے اس کی ضیافت کی جاتی ہے۔ اس تہوار میں بڈالک کا خاص طور پر راج ہوتا ہے۔ اور مرد اور عورتیں اس کے سامنے بچھ بچھ جاتے ہیں اور اس کی ہر طرح خاطر مدارت کرتے رہتے ہیں۔ لا اولاد خواتین بڈالک کی خصوصی خدمات سے بہرہ ور ہوتی ہیں۔

چِڑ ماس : یہ بہت بڑا تہوار، جشن اور میلہ ہے۔ اس کو چاؤ ماس بھی کہا جاتا ہے یہ موسم سرما کا تہوار ہے اور کالاش اور کالاش مذہب میں سورج کے روایتی سفر کے ساتھ اس تہوار کا تعلق ہے یہ تہوار دسمبر کے آخری ہفتے میں منایا جاتا ہے۔ 21 دسمبر کو موسم سرما کی طویل ترین رات آتی ہے اس روز کالاش راہنما بیٹان سورج کو ایک خاص دائرے میں گھومتے ہوئے دیکھتا ہے۔ اس مقصد کے لیے وہ خشک گوبر میں جوار کے دانے کے برابر سوراخ کر کے اس سوراخ کے ذریعے سورج کو دیکھتا ہے۔ پھر جنگلی سرو کی ٹہنیوں کے دھوئیں اور بکریوں کے خون کو دیکھتے ہوئے بے ہوش ہو جاتا ہے اس بے ہوشی میں وہ پیش گوئیاں کرتا ہے، اس کے بعد تھوڑی سی مدت کے لیے مرد اور عورتیں ایک دوسرے سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور پھر دوبارہ ایک دوسرے کو ملنے کے لیے آ جاتے ہیں اس کا مطلب

یہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنے باہمی تعلقات کو نئے جوش وخروش سے پھر قائم کر لیا ہے۔ چونکہ باہر کھلے میدانوں میں سخت سردی ہوتی ہے اس لیے یہ تہوار جستھا کن کے اندر منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار ایک طرح سے نئے سال کے خیر مقدم کے طور پر منایا جاتا ہے۔ جوان کے تہواروں میں سب سے لمبی مدت کا تہوار ہے۔

جانوروں کی قربانیاں دینا، ضیافت اور دعوتیں کرنا، خیرات وصدقات دینا، گانا بجانا رقص وسرود جاری رکھنا، کھلے دل اور کھلی پیشانی کا اظہار کرنا اور مذہبی رہنماؤں کا آئندہ سال کے دوران انسانوں اور جانوروں کی زرخیزی کے لیے دیوتاؤں کے حضور قربانیاں اور خصوصی دعائیں مانگنا اس تہوار کا بڑا مقصد ہوتا ہے۔

شاپنگ اور خریداری

جب بھی کوئی سیاح اپنے اپنے علاقوں سے نکل کر کسی دیگر علاقوں میں جاتا ہے۔ تو سیرو تفریح کے خوشنما مقامات کا لطف اٹھانے کے بعد، ان جگہوں میں وہ کھانا کھالے، جوان مقامات کے مقامی کھانے ہوتے ہیں۔ کھانے پینے کے علاوہ ان علاقوں کی مقامی چیزیں، مقامی دستکاری کی چیزیں معدنیات وغیرہ، پھل پھول وغیرہ کی خریداری ضرور کریں۔ کیونکہ یہ چیزیں ایک تو ان مقامی جگہوں سے سستی مل جاتی ہیں دوسرا یہ کہ یہ اصلی چیزیں ہوتی ہیں۔ اور ساتھ ساتھ مقامی بھی، اس لیے چترال اور کافرستان میں درج ذیل چیزیں نظر میں آ ہی جاتی ہیں۔

اونی پٹی، اونی ٹوپی، زنانہ شالیں، اونی جرابیں، ٹوپیاں، چترالی قالین، انگوٹھیاں، سلاجیت، پھل پھول اور دیگر خشک میوے، زیرہ وغیرہ۔

یہاں کی اونی پٹی شہرت کی حامل ہے یہ بڑی ملائم اور خوبصورت ہوتی ہے اون چونکہ یہاں خاص بھیڑوں سے حاصل کی جاتی ہے۔ اس لیے بڑی خوشنما نرم اور ملائم ہوتی ہے۔ اور اس میں قدرتی رنگ کی چمک ہوتی ہے۔ یہاں کے مقامی قالین خوبصورت بھی ہیں اور دیرپا بھی ہیں۔

خواتین خصوصی طور پر یہاں کی تیار کردہ انگوٹھیاں خریدیں، یہ سونے چاندی کے بجائے جنگلوں میں پائے جانے والے نایاب جنگلی جانوروں مارخور کی سینگوں سے بنائی جاتی ہیں۔ ان میں قدرتی طور پر دوائی کے اثرات ہوتے ہیں۔ جو جلدی بیماریوں کے علاج کے

لیے اور خوش بختی کی علامت کے طور پر پہنی جاتی ہیں۔

اس طرح یہاں صاف وشفاف سلاجیت کی خریداری کریں۔ یہ سستی بھی ہے اور اصلی بھی کیونکہ یہ یہاں کے بلند و بالا اور دشوار گزار پہاڑوں سے جمع کیا جاتا ہے۔ اسے آتشک کوہسار، یعنی پہاڑوں کا آنسو کہتے ہیں۔ یہ قطرہ قطرہ جمع کی جاتی ہے۔ یہ کمر کے درد اور دیگر مردانہ کمزوری کے لیے اکیسر کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہ ٹھوس شکل میں بھی اور پگھلی ہوئی بھی ہوتی ہے جو ڈبوں میں بند کر دیتے ہیں اور مل جاتی ہے۔

اگرچہ زیرہ مقامی پہاڑوں میں نہیں پیدا ہوتا۔ لیکن بہترین خوشبو رکھنے والا زیرہ افغانستان کے پہاڑوں سے یہاں لایا جاتا ہے۔ یہ زیرہ چونکہ اصلی حالت میں مل جاتی ہے۔ جب بھی آپ اسے کھانا پکانے میں استعمال کریں تو اس کی خوشبو محلہ بھر میں پھیل جائے گی ان چیزوں کے علاوہ ڈرائی فروٹ میں اخروٹ، بادام، ناشپاتی، خوبانی اور توت خرید کر اپنے ساتھ اپنے گھروں کو بطور یادگار تحفے لے کر جائیں۔

کتابیات

نوٹ: کافر معاشرہ، اس کے رسم و رواج، مذاہب وغیرہ کو اچھی طرح سمجھنے کے لیے ان کی وادیوں کو خود جانا زیادہ سودمند رہے گا۔

① Cultural Heritage of Pakistan 1964. Pakistan Archaeology Karachi
② Malik Haider. Pakistan Peoples and Places R. Pindi 1995
③ قاسمی عبدالغفور تاریخ ریاست سوات
④ چترال پمفلٹ پی۔ٹی۔ڈی۔سی۔
⑤ خان اوصاف احمد دوشی نندوشی۔نیڈی 1993
⑥ فیض اسرارالدین چترال ایک تعارف
⑦ شاہین محمد پردیش 1993 کافرستان (لوگ، ثقافت، سیاحت اور زبان)
⑧ شاہین محمد پردیش 1994 کالام سے کافرستان تک۔ مینگورہ سوات
⑨ شاہین محمد پردیش 1999 کافرستان کے رسم ورواج لاہور
⑩ دانشور محمود 1958 کافرستان لاہور

مصنف کی دیگر کتب

۱ کافرستان (تاریخ ثقافت زبان اور سیاحت
۲ کالام سے کافرستان تک
۳ کافرستان کے رسم ورواج
۴ سوات (مشرق کا سوئٹزرلینڈ)
۵ کالام کوہستان (تاریخ۔ ثقافت۔ سیاحت اور زبان
۶ سوات کوہستان
۷ اباسین کوہستان
۸ دیر کوہستان
۹ چترال
۱۰ کالام سے کشمیر تک
۱۱ کالام سے کاغان تک
۱۲ ہنزا
۱۳ پشتو اور کوہستانی زبانوں کا لسانی رابطہ
۱۴ سکردو
۱۵ بنیادی لسانیات
۱۶ معدوم ہونی والی زبانیں
۱۷ کشمیر میں بولی جانی والی زبانیں
۱۸ شمالی علاقہ جات کی زبانیں
۱۹ چترال میں بولی جانے والی زبانیں
۲۰ سوات میں بولی جانے والی زبانیں
۲۱ اباسین کوہستان میں بولی جانے والی زبانیں
۲۲ پشائی (وسطی ایشیا کی قدیم ترین زبان
۲۳ پالی زبان (اس کا اصلی گھر اور اس کا ارتقاء
۲۴ پشتونوں کی تاریخ کتبات کی روشنی میں
۲۵ تاریخ سوات تین جلدیں
۲۶ پشتو زبان کی تاریخ
۲۷ پشتون خوا قدیم رسم الخطوں میں مذبوم
۲۸ اقبال اور پشتون
۲۹ بچوں کی کہانیاں
۳۰ سفرنامہ کافرستان
۳۱ بدھ مت سوات میں کیوں اور کیسے آیا
۳۲ ہمارا آثار قدیمہ اور اس کے تحفظ کا مسئلہ
۳۳ شمالی علاقہ جات کے قدیم رواج
۳۴ پاکستان کی مقامی زبانیں
۳۵ تاریخ سوات کتبات کی روشنی میں
۳۶ سکندر اعظم سوات میں
۳۷ محمود غزنوی سوات میں
۳۸ شہنشاہ بابر سوات میں
۳۹ اکبر اعظم سوات میں
۴۰ فرنگی سوات میں

This Beautiful Swat	*1*
From Kalam to Kafiristan	*2*
Buddhism in Swat	*3*
Alexander the great in Pashtunkhwa	*4*
Lord Buddah in Swat	*5*
Lord Buddah in Pashtunkhwa	*6*
Tirath	*7*
Karakoram Speaks	*8*
White River of Swat	*9*

پستو کتب

ذسوات گلونہ	*1*
د پشتون خوا گلونہ	*2*
د پشتنو جوش جواک	*3*
سوات د سردرو وطن	*4*
گل ور سینے سوکے	*5*
پشتانہ او یویشتمہ پیڑی	*6*

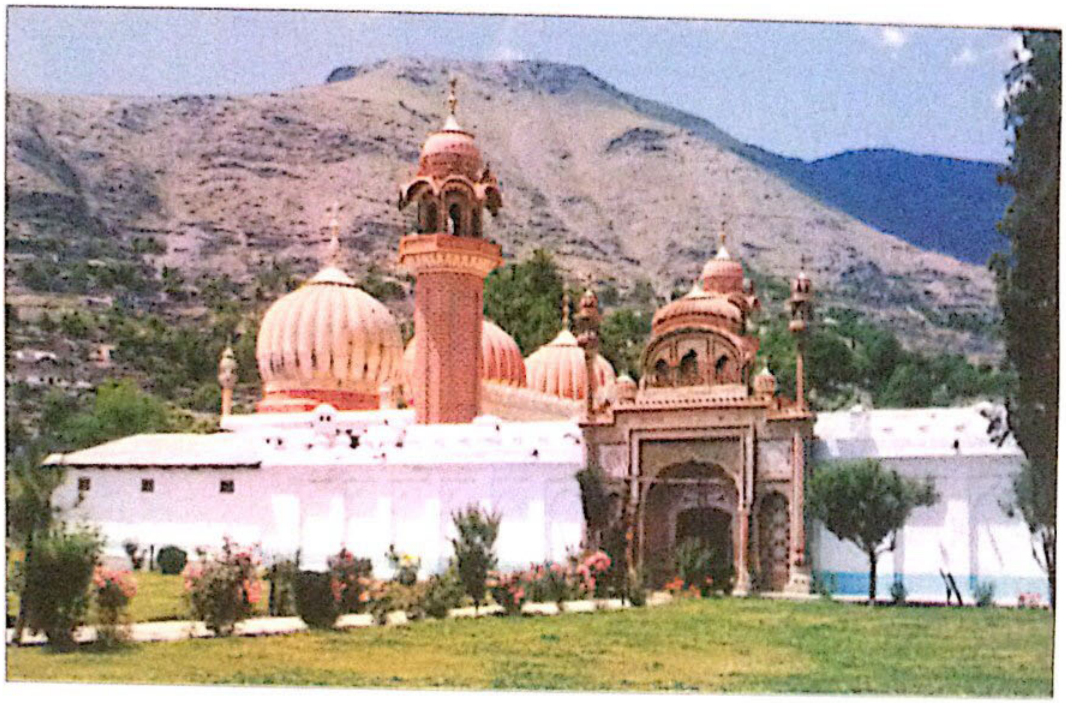

شاہی جامع مسجد

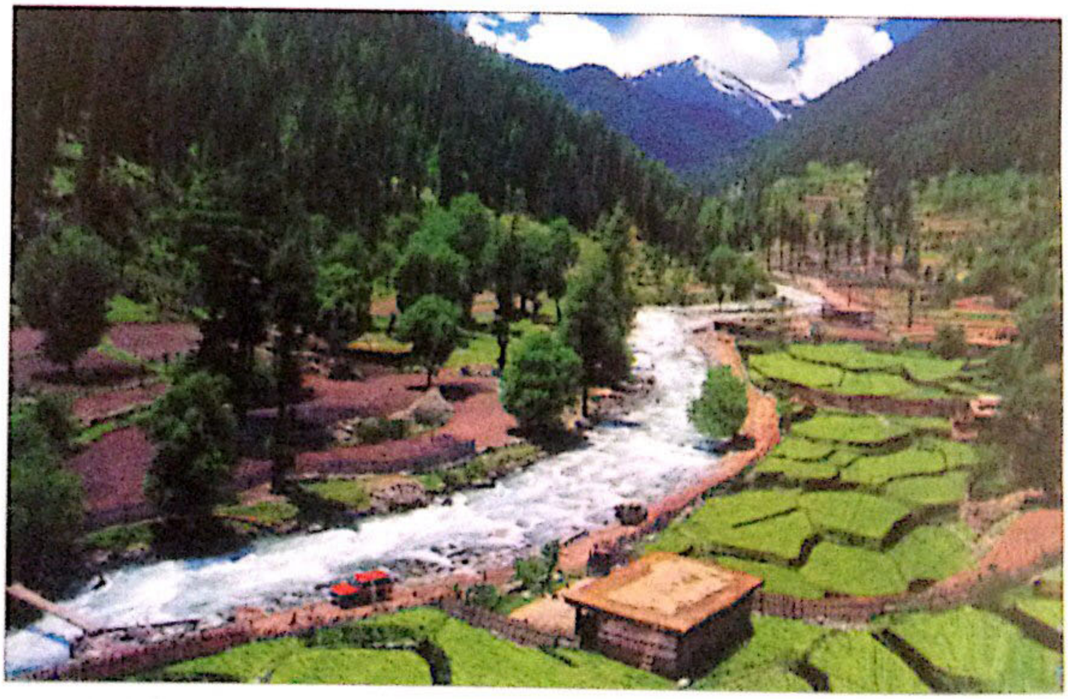

وادئ اتروڑ

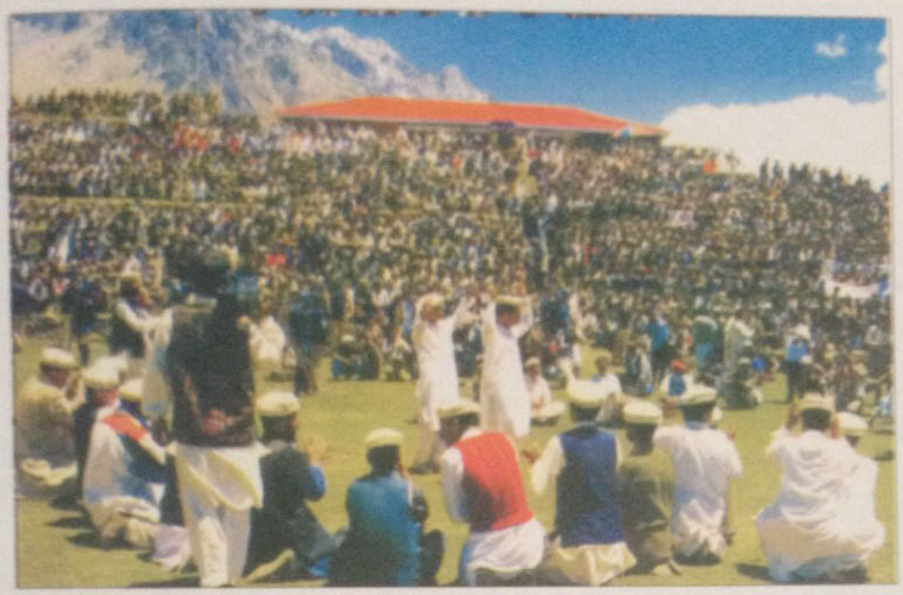

شندور میلہ

کیلاش لوک رقص

سیاح
دریائے
سوات
کے
کنارے

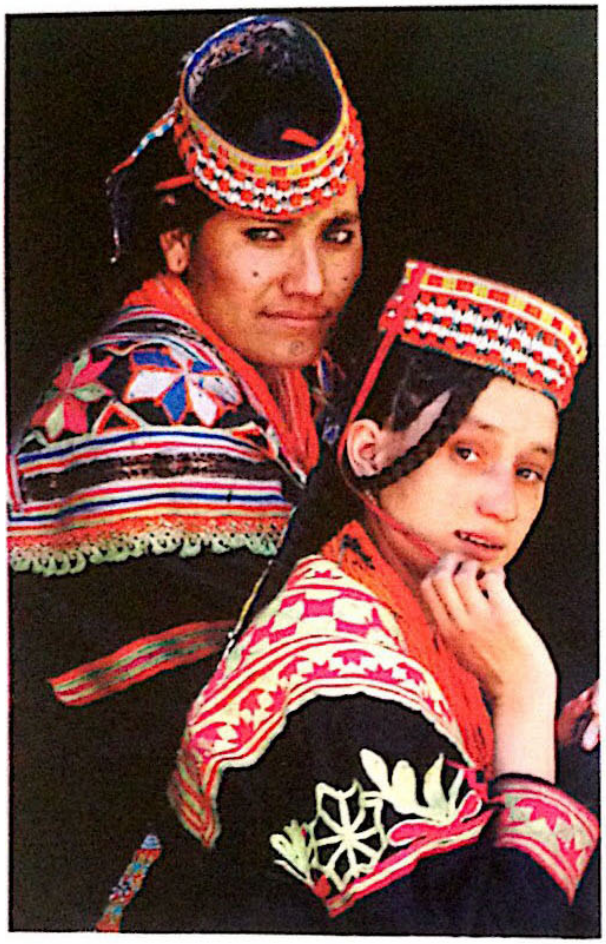

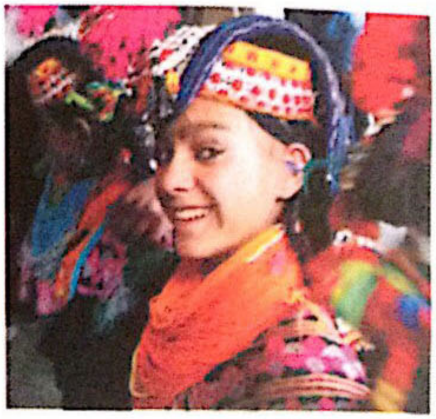

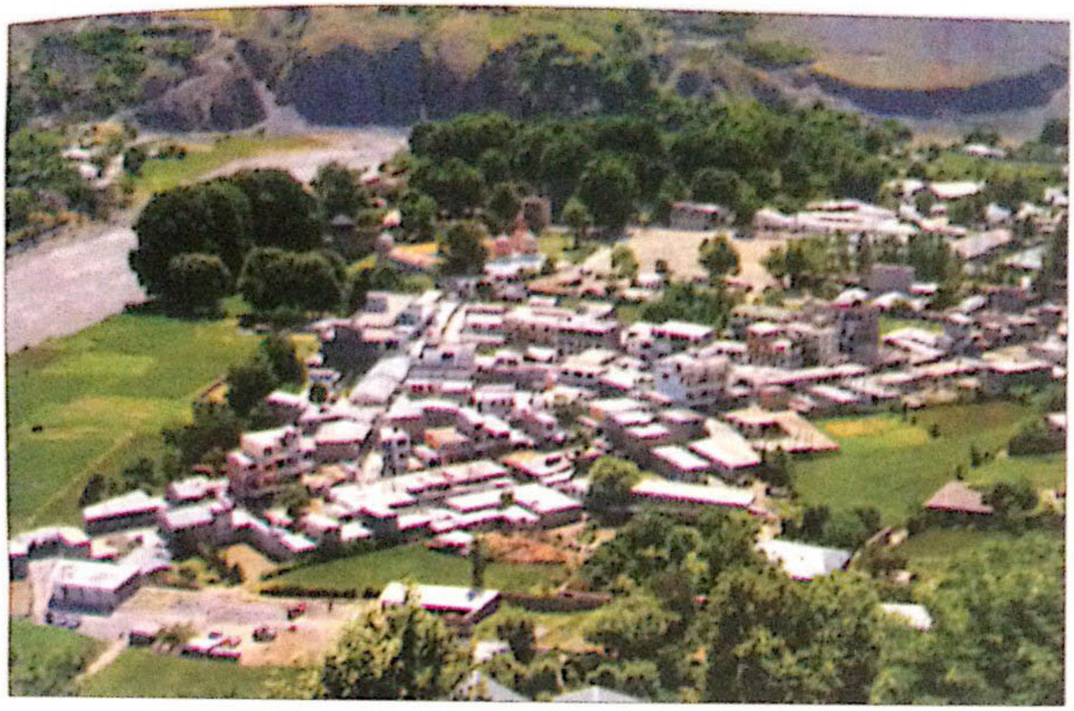

چترال شہر کا خوبصورت منظر

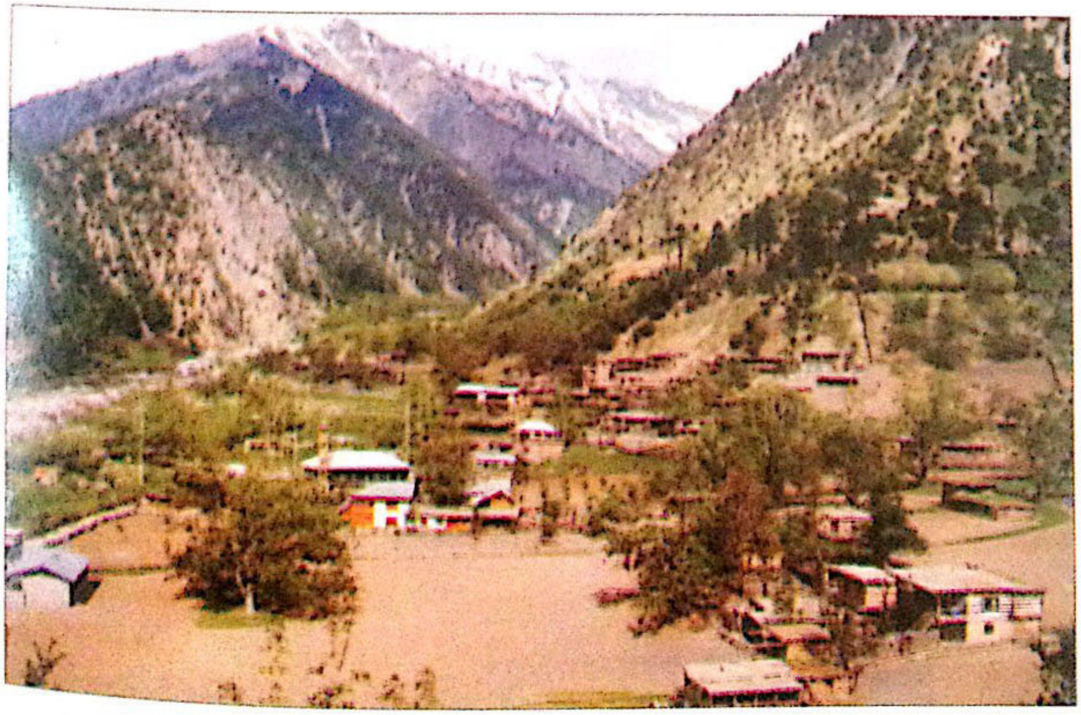

وادی کیلاش

This Book is Scan & PDF By:

KITABOONA

Visit Us For Books

مصنف

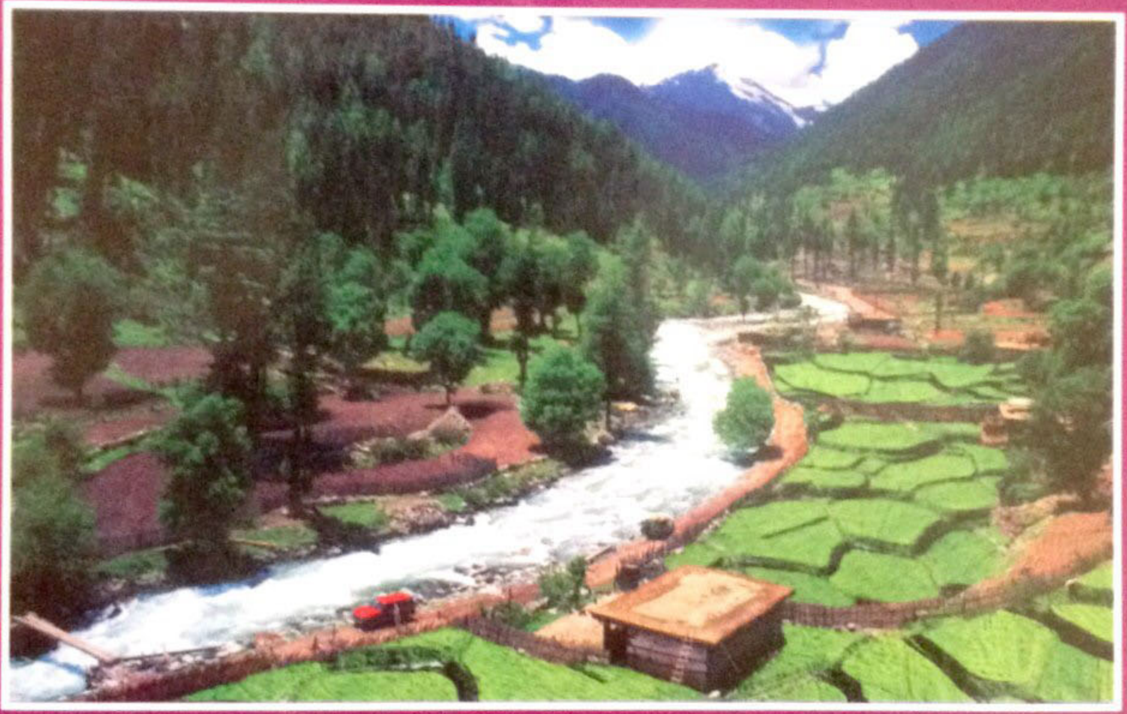

مکتبہ جمال
MAKTABA JAMAL
تیسری منزل، حسن مارکیٹ، اردو بازار، لاہور
Mob. 0300-8834610 Tel .042-7232731
maktaba_jamal@email.com/maktabajamal@yahoo.co.uk